حضرت تھانویؒ نے فرمایا: دو چیزیں دل کو ستیاناس کرنے والی ہیں، ایک غیبت اور دوسری بدنگاہی۔
غیبت سے نورانیت برباد ہوتی ہے، یہ دونوں چیزیں لوگوں میں شیر وشکر بنی ہوئی ہیں۔

غیبت

ایک گندہ عمل ہے

مرتب

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

حضرت تھانویؒ نے فرمایا: دو چیزیں دل کو ستیاناس کرنے والی ہیں، ایک غیبت اور دوسری بدنگاہی۔
غیبت سے نورانیت برباد ہوتی ہے، یہ دونوں چیزیں لوگوں میں شیر وشکر بنی ہوئی ہیں۔

ایک گندہ عمل ہے

(مرتب)

حضرت مولانا محمد علاء الدین قاسمی حفظہ اللہ

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

طبع اوّل ۱۴۴۰ھ - 2018ء

نام کتاب : غیبت ایک گندہ عمل ہے

مرتب : حضرت مولانا محمد علاء الدین قاسمی

کتابت : عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات : 120

قیمت : 70

ملنے کے پتے

خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب قاسمی صدر: مدرسہ دارالعلوم محمودیہ سلطانپوری (دہلی)

KHANQUAH ASHRAFIA

Maktaba Rahmat E Alam Rahmani Chowk Pali

Ghanshyampur Dist:Darbhanga (Bihar)

E-Mail: Abdullahdbg1994@gmail.com

Mobile: 7654132008

Mobile: 7631355267

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بابرکت کلمات

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

بانی و مہتمم دار العلوم محمدیہ و صدر آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

قرآن کریم میں رب ذوالجلال کا ارشادِ گرامی ہے "وَلَا یَغۡتَبۡ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضاً اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ" تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا یہ بات تمہیں پسند ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، (یقینا) تم اس سے نفرت کرتے ہو۔

قرآن مجید کے اس صریح حکم کے بعد اس وقت ہمارے معاشرہ میں "غیبت" اپنے عروج پر ہے۔ معاشرہ کی تطہیر کے لئے پرعزم نوجوان عالم دین مفسر قرآں حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی نے زیر نظر "غیبت ایک گندہ عمل ہے" نامی کتاب تالیف فرمائی ہے، جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں غیبت کی تعریف، اس کا گناہ، معاشرہ پر اثرات، اس سے بچنے کے طریقے وغیرہ مفصل تحریر فرمائے ہیں۔

ایک مستحکم معاشرہ باہری طور پر عدل وانصاف اور مضبوط معیشت سے اور

اندرونی طور پر اخلاقِ حسنہ اور باہمی الفت ومحبت سے تشکیل پاتا ہے۔لیکن ہم نے اپنے اندر ایک گناہِ عظیم کو مباح تصور کرلیا جو معاشرے کی جڑیں کاٹ رہا ہے جسے حدیث مبارکہ میں ''غیبت'' کہا جاتا ہے۔فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے۔ یہ وہ عمل قبیح ہے جس سے معاشرہ دیمک کی طرح کھوکھلا ہوجاتا ہے۔

حضرت مولانا کی یہ کتاب حالاتِ حاضرہ کے تحت اشد ضروری تھی ، میں امید کرتا ہوں کہ یہ تالیف ان شاء اللہ وتعالیٰ تریاق کا کام کرے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ماقبل کتب کی طرح اسے بھی مقبول فرما کر ذریعہ آخرت بنائے، آمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حاذق الامتؒ

محمد ادریس حبان رحیمی

خانقاہِ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور

8دسمبر 2018ء بروز سنیچر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریظ دلنواز

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد سمعان صاحب خلیفہ ندوی مدظلہ العالی

استاذ: تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ بھٹکل (کرناٹک)

وَبِكَ نَسۡتَعِينُ يَافَتَّاحُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جن اہم ترین مقاصد کے لئے ہوئی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے: يَتۡلُو عَلَيۡكُمۡ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ ۔ان میں ایک اہم ترین مقصد ہے تزکیۂ اخلاق یعنی اخلاق ومعاملات کی پاکیزگی ،اس اہم اور بلند ترین مقصد میں آپ کس حد تک کامیاب ہوئے تاریخ کی شہادتیں موجود ہیں ،دنیا کی عقل حیران ہے،مؤرخین انگشت بدنداں ہیں کہ ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

نگاہِ نبوت کی کیمیا اثری تھی کہ جس پر پڑی اسے مصفّٰی مزکّٰی بنا دیا،مسِ خام کو کندن بنا دیا اور دنیا نے ایک جنت نشان معاشرہ کو دیکھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو دستور العمل دیا ہے وہ ایک مکمل اور جامع دستور حیات ہے، اس میں اخلاق اور کردار کو سنوارنے والی اور اپنے باطن کو گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف کر کے نورِ محبت ومعرفت الٰہی کا استحقاق عطا کرنے والی بے شمار تعلیمات ہیں جن سے تخلیہ پھر تحلیہ کی راہ ہموار ہوتی ہے کہ یہی قرآن کے نزول کا مقصد بھی ہے کہ قرآن کے ذریعے سے شِفَاءٌ کی حصولیابی کے بعد وَرَحۡمَةٌ لِلۡعَالَمِيۡنَ کا طغرائے افتخار نصیب ہوتا ہے۔

امت نے جب تک ان تعلیمات سے اپنا رشتہ قائم رکھا ترقی کی راہوں پر گامزن رہی اور جب سے رشتہ ان پاکیزہ تعلیمات سے ٹوٹ گیا اخلاق وکردار کی پستیوں میں گرتی چلی گئی اور ادبار ونکبت اس کا مقصد بن گئی۔

امت کو اس ادبار وپستی سے نکالنے کے لئے اور اخلاق وکردار کی اس کی عظمت رفتہ کو بازیاب کرنے کے لئے جن علمائے ربانیین نے بڑی قربانیاں دیں اور جنہوں نے ایک پوری نسل کی تربیت کی اور کردار سازی مردم گری بلکہ عہد سازی انہوں نے کی ان میں ایک نمایاں نام حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، حکیم الامتؒ واقعی بجا طور پر حکیم الامتؒ کہلائے، امت کی باریک سے باریک روحانی بیماریوں کی تجویز کا کام اللہ نے آپ سے لیا اور یہ اللہ کا بڑا احسان اس امت پر ہے کہ رسول کے ذریعے ایسی جامع تعلیمات بھی عطا فرمائیں اور پھر ایسے رجالِ کار بھی عنایت فرمائے جو ان تعلیمات رسول کی سچی تصویر اور عملی مرقع بھی تھے اور اپنے پیکر خاکی میں نور نبوت سے اکتساب کے بعد انہوں نے دوسروں کو بھی اس نور سے منور کیا، ادھر آخری دور میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ اور آپ کے خلفاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پورے برصغیر میں بڑا زبردست تجدیدی کام لیا اور امت کے اخلاق ومعاملات کی بڑی اصلاح فرمائی۔

اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی زیر نظر رسالہ ہے جسے ہمارے مولوی عبداللہ کے والد محترم حضرت مولانا محمد علاء الدین قاسمی مجددی نے مرتب کیا ہے، اس سے قبل بھی مولانائے محترم نے کئی کتابیں مختلف موضوعات پر تحریر کر کے امت مسلمہ کی بیماریوں کا تریاق فراہم کیا ہے، روشنی وہی ہے کھوئی ہوئی پرانی روشنی جو حقیقی تھی، جو سچی تھی، اسی کی جستجو ہے اسی کی طلب ہے کیونکہ اقبالؔ عظیم کی زبان میں ؎

ان نئے راستوں کی غلط روشنی
مجھ کو راس آئی ہے اور نہ راس آئے گی
مجھ کو کھوئی ہوئی روشنی چاہئے

مجھ کو آ ئین خیر ا لبشر چا ہئے

آج اسی روشنی کی جستجو میں ہم سب نکلے ہیں اور ہمارے سرخیل ہیں یہی حضرات علماء ربانین جن کے ہاتھوں میں جام شریعت بھی ہے سندانِ عشق بھی، کتاب وسنت کی مشعل بھی ہے،اور داروئے شفا بھی اور جن کی نظر زمانے کی تقاضوں پر بھی ہےاور بیماریوں سے زار ونزار۔زخموں سے نڈھال امت کے جسم پر بھی ہے کہ کس طرح اس کا مداوا کیا جائے اوراس کے زہر کا تریاق کیا جائے۔

آیئے !امت کی بیماریوں کا علاج ان تیر بہدف نسخوں سے کریں ،اور پھر سے امت کی کھوئی ہوئی عظمت کو بازیاب کریں اور ان جواہر پاروں سے اپنے قلب ونظر کی دنیا کو آباد کریں۔

مولانائے محترم بہت بہت شکرئے کے مستحق ہیں کہ جو موضوعات بے حد اہم ہیں اوران پرتوجہ بے حد کم ہوتی جارہی ہے اور اچھے اچھوں کی مجلسوں میں ان سے بے اعتنائی عام ہے ان سلگتے اور بے حد اہم موضوعات پر امت کو ایسے گراں قدر تحفے عنایت کرتے جارہے ہیں۔

دعاہے کہ اللہ رب العزت ان کوششوں کو حسنِ قبول عطا فرمائے اور امت کی اصلاح اوراس کی روحانی بیماریوں کو اس سے تریاق نصیب ہو۔

عزیزم مولوی عبداللہ کی خواہش پر اپنی نااہلی اور عدم استحقاق کے باوجود یہ چند سطریں لکھ کر یہ ناچیز بھی سفر سعادت کے اس قافلۂ ایمانیاں میں شامل ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

فقط والسلام

فقیرِ بےنوا

محمد سمعان خلیفہ ندوی

استاذ: جامعہ اسلامیہ بھٹکل (کرناٹک)

25 ربیع الاول بروز سوموار ۱۴۴۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب ندوی مدظلہ العالی

استاذ حدیث وتفسیر: مدرسہ ضیاء العلوم میدانپور دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی یوپی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد:

ایک صالح معاشرہ جن بنیادوں پر تشکیل پاتا ہے ان میں سب سے اہم معاشرہ کے افراد کا باہمی ارتباط و تعلق ہے، ان کے آپسی تعلقات کی استواری ہے، اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے افرادامت کے مابین ایمانی اخوت و بھائی چارہ قائم فرماتے ہوئے فرمایا: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس انداز میں بیان فرمایا: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ: (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ ہی وہ اس پر ظلم کرے نہ حقیر جانے اور نہ ہی اسے بے سہارا چھوڑے)۔

چنانچہ امت مسلمہ کے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنا شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں ایک سنگین جرم ہے، اور عام مشاہدہ ہے کہ انسان کی زبان اور اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ وکلمات کو اس میں بڑا دخل ہے، ایک زبان ہی ہے جو دلوں کو جوڑ بھی سکتی ہے اور توڑ بھی سکتی ہے، اسی باعث اسلام نے زبان پر قابو پانے پر حد درجہ زور دیا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نجات کیسے ممکن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زبان قابو میں رکھا کرو، گھر میں رہا کرو اور اپنے گناہوں پر آنسوں بہایا کرو۔

امام غزالیؒ نے زبان کی تقریباً بیس تباہ کاریوں کا تذکرہ فرمایا ہے، خاص کر غیبت پر بڑی ہی سیر حاصل بحث کی ہے، غیبت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہئے کہ اپنے بھائی کے معائب ونقائص کا ذکر کرنا جس کا دل اس کے لئے نا گواری کا سبب بنے غیبت کہلاتا ہے، خواہ وہ عیوب جسمانی، نسبی، خلقی، فعلی ہوں خواہ قول دینی یا دنیوی ہوں، حتی کہ اس کے کپڑے اور سواری کی برائی بیان کرنا بھی غیبت ہے (احیاء علوم الدین)

قرآن کریم نے غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مرادف قرار دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر شب معراج میں بھی ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں کو انہی ناخن سے نوچ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ: یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ لوگوں کی غیبت کرنے والے اور ان کی عزت وآبرو کو پامال کرنے والے ہیں۔

ان شدید عیوب کو سامنے رکھتے ہوئے اگر آج ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں پورا معاشرہ اس مذموم صفت میں گرفتار نظر آتا ہے، پھر خاص وعام، پڑھا لکھا، اور ان پڑھ سب اس مرض میں مبتلا ہیں، افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اب ہمارے دلوں سے اس کی قباحت وشناعت کا احساس بھی نکل چکا ہے، ہماری محافل ومجالس اس کی اتنی عادی ہو چکی ہیں کہ اس کے بغیر ان کا تصور بھی محال ہے۔

چنانچہ اس کی اشد ضرورت تھی کہ غیبت جیسی وباء کی قباحت قرآن وحدیث کی روشنی میں سہل وآسان اور سادہ زبان میں ہر خاص وعام کے نذر کی جائے اور اس کی تباہ کاریوں سے معاشرہ کو آگاہ کیا جائے، لہٰذا سلسلۂ چشتیہ کے مشہور

ومعروف عالم ومحقق حضرت اقدس مولانا علاء الدین صاحب قاسمی زید لطفہ وکرمہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور"غیبت ایک گندہ عمل ہے" کے نام سے کتاب تالیف کی ، حضرت اقدس گراں قدر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور خانقاہی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیفی وتالیفی میدان کا بھی خاصا ذوق رکھتے ہیں۔

اس سے پہلے حضرت اقدس کی کئی اہم کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ،اور معاشرہ میں کافی مقبول ہوچکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مفید سے مفید تر بنائے اور حضرت اقدس کے قلم میں مزید زور وقوت پیدا کرے ،اور ہمارے معاشرہ کو غیبت جیسے مہلک مرض سے نجات عطا فرمائے (آمین)

سعید احمد (دائرہ شاہ علم اللہ)

۱۲ ربیع الاول بروز بدھ ۱۴۴۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمات تحسین

عزیز العلماء صالح عالم حضرت مولانا عثمان دلدار قاسمی مدظلہ العالی

رحیمی شفاخانہ بنگلور (کرناٹک)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

اسلام نے مومن و مسلمان کی عفت وآبرو اور احترام و اکرام کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، جھوٹ مکر وفریب وغیرہ کی طرح پیٹھ پیچھے کسی کی برائی بیان کرنے پر بھی سخت روک لگائی ہے اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ روزہ جیسی مبارک عبادت بھول چوک سے کھانے پر ضائع نہیں ہوتی لیکن غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ ڈھال ہے جب تک کہ روزہ دار اسے نہ توڑے۔ پوچھا گیا کہ روزہ دار اُسے کیسے توڑے گا؟ تو فرمایا: جھوٹ اور غیبت کے ذریعہ۔ (مجمع الزوائد کتاب الصیام)

عیب گوئی اگر عیب دار کے سامنے ہو تو وہ غیبت نہیں کہلاتی، لیکن اگر اس کی غیر حاضری میں ہو تو سخت منع اور سببِ گناہ ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آپ مجھ میں کوئی عیب دیکھو تو مجھ سے کہو، کسی اور سے نہیں۔ کیوں کہ اس عیب کو مجھے بدلنا ہے کسی اور نے نہیں۔ مجھ سے کہو گے تو نصیحت کہلائے گی اور اجر لکھا جائے گا، کسی اور سے کہو گے تو غیبت کہلائے گی اور گناہ لکھا جائے گا۔

کسی عارف کا قول ہے: جب کانوں کو غیبت سننے کی لت لگ جائے تو چغلی زبان کا چسکا بن جاتی ہے اور کینہ دل کا سکون۔ اسلام اور تعلیماتِ نبویؐ نے مومن کے لئے "غیبت" کو گناہ قرار دے دیا ہے۔ جامع الترمذی کی روایت ہے، سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں

''سئل عن اکثر ما یدخل الناس النار، فقال: الفم و الفرج'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی؟ ارشاد فرمایا: زبان اور شرمگاہ۔

جگت موہن لال رواں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر غیبت کے متعلق شعر کہا تھا ؎

سامنے تعریف، غیبت میں گلہ

آپ کے دل کی صفائی دیکھ لی

بخاری شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ زیر نظر کتاب ''غیبت ایک گندہ عمل ہے'' محترم المقام عالی جناب حضرت مولانا قاری علاء الدین صاحب دامت برکاتہم کی جمع کردہ احادیث، ارشاداتِ اسلاف اور واقعات وقصص کا مجموعہ ہے جس میں تفصیلاً اس برائی اور اس کا تدارک بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ عزیزم مولوی عبداللہ زید مجدہم کے ذریعہ مجھے بھی کچھ لکھنے کا حکم فرمایا۔ میرے معذرت کے باوجود آپ کا اصرار رہا۔ حالانکہ اکابر علمائے کرام اور شہسوارانِ قلم جن میں میرے والد محترم پیر و مرشد حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ بھی شامل ہیں نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے، ایسے میں مجھ جیسا طالب علم بھلا کہاں جرأت کر سکتا ہے؟ چونکہ حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم کا اصرار میرے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے اس لئے چند سطور لکھنے کی سعی کی ہے۔

اس کتاب کا موضوع حالاتِ حاضرہ کے عین مطابق ہے، کتاب کا سرورق دیکھا تو صائب تبریزیؒ کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آ گیا۔ ؎

پاک کن از غیبت مردُم دہانِ خویش را

ای کہ از مسواک ہر دم می کنی دندان سفید

یعنی اے ہر دم مسواک سے دانتوں کو سفید کرنے والے! اپنے منھ کو غیبتِ خلق سے پاک

کرلے۔حضرت والا مدظلہ نے معاشرہ کی اس رگ پر ہاتھ رکھ کر علاج تجویز کیا ہے جسے بہت سے احباب نظر انداز فرما دیا کرتے ہیں۔آپ نے اصلاحِ معاشرہ کے لئے اس پیرائے کو چنا ہے جو دیمک بن کر اسلامی کلچرل کو کھائے جارہی ہے۔آپ کا مقصود کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے،اکابر علماءاور مشائخ عظام کے صحبت یافتہ حضرت قاری صاحب نہ صرف معاشرہ کی گندگی صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ آپ کی نظر بہت دور دیکھ رہی ہے۔گویا شاعر نے آپ کے دل کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔ ؎

ترے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں　　　مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت دامت برکاتہم اور آپ کے صاحبزادہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے،اس مجموعہ کو عوام وخواص میں مقبولیت عطا فرمائے اور دونوں جہانوں میں ذریعہ نجات وفلاح بنائے،آمین!

خادم آستانہ حضرت حبیب الامت

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

رحیمی شفاخانہ بنگلور

8 سمبر 2018ء بروز سنیچر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ: إِنَّ الۡعَبۡدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالۡكَلِمَةِ مِنۡ رِضۡوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا یُلۡقِی لَهَا بَالًا یَرۡفَعُهُ اللّٰه بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الۡعَبۡدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالۡكَلِمَةِ مِنۡ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا یُلۡقِی لَهَا بَالًا یَهۡوِی بِهَا فِی جَهَنَّمَ (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ بعض دفعہ اللہ کی خوشنودی والی بات بلا سوچے سمجھے کہہ دیتا ہے، جس کی بنا پر اللہ اس کو بلندیوں کے اونچے درجات پر پہنچا دیتے ہیں، اور بعض مرتبہ بندہ ایسی بات بے سوچے سمجھے کہہ ڈالتا ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ جہنم میں گرتا چلا جاتا ہے۔

ہمارے یہاں دیگر معاصی کی طرح یہ گناہ کبیرہ بھی عام عادت کی شکل اختیار کر چکا ہے کہ جب بھی جہاں بھی کوئی چھوٹی بڑی محفل واجتماع ہوئے ہم نے غیبت و بدگمانی کے دریا کے دریا بہانے شروع کردئے، کیا خاص اور کیا عام تقریباً اکثر حضرات کی محفلوں اور نشستوں کی یہی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ اس کی بھی ہم تمیز نہیں کرتے کہ یہ کتنا بڑا گناہ اور شریعت میں کتنا سنگین جرم ہے، اور نہ ہی مقام و محل اور مواقع کی پرواہ کی جاتی ہے خواہ مسجد ہو، مدرسہ ہو، دینی محفل ہو، ذکر کی محفل ہو، یا عام مقامات، بازار چوک چوراہے اور گھروں کی بیٹھکیں اور دروازے وغیرہ، ہر جگہ یہ متعفن فضاء تسلسل کے ساتھ قائم ہے اور شب و روز اور صبح و شام کی نشست و برخاست اور تمام

مجالس ومحافل غیبت اور چغلخوری کی ان بدبو دار ہواؤں سے تیرہ وتار بن گئ ہیں، جب کہ یہ ایسا مہلک اور خطرناک گناہ ہے کہ اس کی سخت ترین مذمت وشناعت قرآن مقدس واحادیث پاک میں تفصیل وتاکید کے ساتھ بیان ہوئی ہے،قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کی نہیں کا حکم فرماتے ہوئے ارشادفرمایا :(خبردار) کوئی کسی کی غیبت ہرگز نہ کرے کیا تم میں کوئی اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (بالکل) تم پسند نہیں کروگے۔

غیبت آدمی کسی کی اسی وقت کرتا ہے جب تکبر کا وبال اس کے دل ودماغ کی وادیوں میں ہلچل مچانے لگتا ہے، اور اس کی بدمست غفلت کی بنا پر یہ گھناؤنی حرکت اس سے صادر ہوجاتی ہے۔

اگر اس بندۂ خدا کو اس کا بھیانک وتلخ انجام جو اس کو فوری لاحق ہونے والا ہے معلوم ہوجائے تو ضرور اس سے حتی الامکان گریز کرنے کی کوشش کرے گا ،آج یہ ناپاک مرض ہمارے گھروں اور معاشرے کے ماحول کو تباہ کر چکا ہے ،اس کی نحوست سے ہمارے آپس کے تعلقات ،رشتید اریاں ،دینی ودنیوی تمام مسائل منتشر ہو چکے ہیں اور ایک ایک کر کے اتحاد واتفاق کے کل پرزے بکھر چکے ہیں ،اس گندے عمل نے ہمارے گھر کی برکت کو پامال کر دیا ہے،اس کی وجہ سے ہماری عبادت گاہوں اور تعلیم گاہوں کی نورانیت اور رونق وسکون چھن گیا ہے،ایک دوسرے کے درمیان عداوتوں اور نفرتوں کی بڑی بڑی خلیجیں حائل ہوگئ ہیں ،ہماری کوئی جگہ اور کوئی محفل اس سے خالی نہیں خواہ دینی ہو یا دنیوی ،غیبت کرنا اور سننا بڑی شیطانی حرکت ہے،اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے ،جب تک ہم شیطان دشمن کے اس ناپاک حملے سے اپنے آپ کو بچانے کی کسی اہل اللہ کی

کتاب یا ان کی صحبت کے ذریعہ سچی طلب کے ساتھ کوشش نہیں کریں گے ہر گز حفاظت نہیں ہوگی، ہم نے لاکھوں بار بندگان خدا کی حرام غیبتیں کر کے خدا کو ناراض کرلیا ہے، اور پھر بھی شیطان یہی پڑھا رہا ہے کہ تم نے صحیح غیبت کی۔ لیکن کیا کبھی ایک بار بھی اس دائمی دشمن نے یہ بتایا کہ غیبت گناہ ہے؟ یادرکھئے یہ گندہ عمل شیطان مردود کا نہایت ہی شیریں ولذیذ زہر آلود حلوہ ہے جس کا ٹیسٹ لینے کے لئے ہر پل ہمارے دماغ پر سوار رہتا ہے اور پچاس بہانے سے ہم سے یہ ناپاک حرکت اور گناہ کبیرہ کروالیتا ہے، جس سے ہمارے دل کی نورانیت چلی جاتی ہے، اور پھر کسی عبادت میں صحیح حلاوت ویکسوئی نہیں رہتی، خدا کے یہاں بھی ملعون بندہ کے یہاں بھی ملعون، کیونکہ غیبت کرنے والے سے سبھی نفرت کرتے ہیں چاہے کوئی کرے۔

اس کتاب میں آپ تفصیل سے قرآن وسنت اور اسلاف ومشائخ کے اقوال واعمال کی روشنی میں اس گناہ کبیرہ کی دین ودنیا میں بدانجامی اور قباحتوں وتباہ کاریوں کے دلائل پڑھیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گندہ عمل سے مکمل نجات عطا فرمائے (آمین) تاکہ ہمارے اعمال قبول ہوں اور صالح وپرامن اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمارے لئے ذریعۂ مغفرت ونجات بنائے (آمین)

علاء الدین قاسمی

۱۲ ربیع الاول بروز بدھ ۱۴۴۰ھ

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی دربھنگہ (بہار)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ:

زبان کی حفاظت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو پیدا فرمایا، اسے عدم سے وجود بخشا، اور پھر اپنے فضل وکرم سے اسے بیشمار نعمتوں سے نوازا، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: {وَاِن تَعُدُّوا نِعمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوھَا} ترجمہ: (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کرسکوگے)

ابنِ آدم پر اس کے خالق ومالک اور منعم ومحسن کی طرف سے جو بیشمار احسانات وانعامات ہیں ان میں سے ایک بہت بڑا احسان ''قوتِ گویائی'' ہے۔ یعنی خالقِ کائنات نے انسان کو زبان کی شکل میں ایک انتہائی گراں قدر نعمت عطاء فرمائی، اور پھر اس زبان کے ذریعے اسے بولنے کی قوت عطاء فرمائی، تاکہ وہ اپنا مدعیٰ بیان کرسکے اور مافی الضمیر کا اظہار کرسکے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: {اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآنَ خَلَقَ الاِنسَانَ عَلَّمَهُ البَیَانَ} (سورۂ رحمان)

ترجمہ: (رحمٰن نے قرآن سکھایا، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اور اسے بولنا سکھایا)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ فطری طور پر انسان کا مزاج یہ ہے

کہ اس کے دل میں ہمیشہ اپنے محسن کیلئے انتہائی عزت واحترام کے جذبات موجزن رہتے ہیں اور وہ ہمیشہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا راستہ اختیار کرتا ہے، اور اس کی نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، بلکہ اسے اس کی نافرمانی کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

نیز یہ کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی قیمتی چیز بطورِ تحفہ یا انعام دیتا ہے، تو تحفہ یا انعام وصول کرنے والے اس شخص میں اگر حیاء ومروت ہو تو اسے ضرور اس بات کا لحاظ اور احساس ہوگا کہ میں اپنے اس محسن کی دی ہوئی اس چیز کو اس کی مرضی ومنشاء کے خلاف استعمال نہ کروں، بلکہ ہمیشہ صرف اسی طریقے کے مطابق ہی استعمال کروں جو میرے منعم ومحسن کی خواہش اور اس کی مرضی، نیز اس کی طرف سے آمدہ تعلیمات وہدایات کے عین مطابق ہو۔

اس انسانی فطرت کو سمجھ لینے کے بعد اب اس بارے میں بھی غور وفکر کیا جائے کہ جب انسان کیلئے یہ ''زبان'' اس کے خالق ومالک کی طرف سے بہت ہی بڑی نعمت اور احسانِ عظیم ہے، تو پھر اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس نعمت کو صرف انہی طریقوں کے مطابق ہی استعمال کرے جو اس کے محسن کی مرضی ومنشاء اور اس کی طرف سے نازل شدہ ہدایات وتعلیمات کے مطابق ہوں، جن میں انسان کیلئے اپنے اس منعم ومحسن کی خوشنودی ورضامندی کا سامان ہو، نیز جن میں خود بولنے والے کیلئے، یا دوسروں کیلئے کسی فتنہ وفساد اور آفت ومصیبت کا اندیشہ نہو، بلکہ سب ہی کیلئے عافیت وسلامتی اور خیر وخوبی کا پیغام ہو۔

چنانچہ اس موضوع (یعنی: ''انسان کی گفتگو'') کی اسی نزاکت واہمیت کی بناء پر ہی قرآن وحدیث میں انسان کو جابجا ''زبان'' کی حفاظت کاحکم دیا گیا ہے ،اوراس کے غلط استعمال سے مکمل اجتناب کی تاکیدوتلقین کی گئی ہے۔

ارشادِربانی ہے:{وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسناً} ترجمہ:(لوگوں سے ہمیشہ خوش اسلوبی سے بات کیا کرو)

نیز ارشاد ہے: {وَقُل لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أحسَنُ اِنَّ الشَّيطَانَ يَنزَغُ بَينَهُم اِنَّ الشَّيطَانَ كَانَ لِلاِنسَانِ عَدُوّاً مُّبِيناً)

ترجمہ: (اورمیرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں ٗ کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے، بیشک شیطان توانسان کا کھلا دشمن ہے)

نیز ارشاد ہے:{يَا أيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَولاً سَدِيداً} ترجمہ:(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور درست بات کہو)

یعنی انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ ایسی درست ٗ مناسب ٗ اور سچی بات کہا کرے جس میں خود اس کیلئے بھی اور دوسروں کیلئے بھی عافیت وسلامتی کا سامان ہو، اور ہر ایسی بات سے مکمل گریز کرے جس میں فتنہ وفساد ٗ آفت ومصیبت ٗ یا کسی بھی قسم کی پریشانی کا احتمال ہو۔

نیز ارشاد ہے:{مَا يَلفِظُ مِن قَولٍ اِلَّا لَدَيهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ} ترجمہ:(انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے)

یعنی انسان کی زبان سے ادا ہونے والا ہر ایک ایک لفظ اس کے نامۂ اعمال میں محفوظ کرنے کیلئے ہمہ وقت اس کے ہمراہ ایک فرشتہ مستعد و تیار رہتا ہے، لہٰذا انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنی زبان سے ایک ایک لفظ ادا کرتے وقت خوب غور و فکر کرے ، اور اس کے ذہن میں ہمیشہ اپنی ہر ہر بات کے بارے میں اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس بیدار رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: (مَن کَان یُؤمِنُ بَاللہِ وَالیُومِ الآخِرِ فَلیَقُل خَیراً أَولِیصمُت)

ترجمہ: (جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہئے کہ (ہمیشہ) اچھی بات کہا کرے، ورنہ خاموش رہا کرے)

نیز ارشادِ نبویؐ ہے: (اِنَّ العَبدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالکَلِمَۃِ مِن سَخَطِ اللہِ لَا یُلقِی لَھَا بَالاً یَھوِی بِھَا فِی جَھَنَّم)

ترجمہ: (بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے ، اگرچہ اس [انسان] کی نظر میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ، مگر یہی بات اس کیلئے جہنم میں جا گرنے کا سبب بن جاتی ہے)

''زبان'' یا بالفاظِ دیگر انسان کی گفتگو کی اس قدر اہمیت اور اس کی نزاکت کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں اسلامی آداب وتعلیمات کا علم وادراک اور اس بارے میں شعور وآگاہی ہر مسلمان کیلئے انتہائی ضروری ولازمی ہے۔ ان آداب وتعلیمات کی

رو سے انسان کیلئے اپنی زبان کے استعمال کے سلسلہ میں درجِ ذیل امور سے اجتناب کا مکمل اہتمام والتزام ضروری ولازمی ہے:

غیبت کرنا

کسی مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا یا اس کے تعلق والے مثلاً اولاد یا سواری یا مکان کی برائی کرنا، زبان سے یا ہاتھ کے اشارے سے مثلاً اس کے قد کا چھوٹے ہونے پر اشارہ کرنا یا آنکھ سے اس کے کانا یا نابینا ہونے کی طرف اشارہ کرنا یا کمر جھکا کر اس کے کبڑے پن کو ظاہر کرنا یا لنگڑا کر چل کر اس کے لنگڑے ہونے پر اشارہ کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اگر وہ موجود ہوتو اس کو برا اور ناگوار معلوم ہو، بس جب کسی کے بارے میں کوئی بات کرے، تو یہ سوچ لے کہ وہ بھی اگر یہاں موجود ہوتو اس کو میری یہ بات اچھی لگے گی یا بری لگے گی؟ اگر دل کہے کہ بری لگے گی تو غیبت ہے اگر چہ یہ بات سچ ہی ہو اور اگر سچ نہ ہوتو اس کا نام بہتان لگانا ہے اور یہ بھی حرام ہے۔

بعض لوگ کسی کے مکان کا یا اس کی سواری کا یا اس کے بیوی بچوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں، جس کا تعلق خاص ہونے سے اگر وہ ہوتو اس کو برا معلوم ہو یہ بھی غیبت ہے۔ البتہ اصلاحِ حال کی نیت سے اولاد کی بات ماں باپ کو یا شاگرد کی بات استاد کو یا مرید کی بات پیر کو بتانا غیبت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی سے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ معلوم ہو، تو اس نیت سے بتا دینا کہ وہ نقصان سے محفوظ ہو جاوے ضروری ہے اور مسلمان بھائی کی خیر خواہی میں داخل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ غیبت زنا سے بھی اشدّ ہے،جس کی وجہ علمائے کرام نے یہ لکھی ہے کہ زنا حقوقِ الٰہیہ سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ سے توبہ اور معافی مانگ لے تو اُمید معافی کی ہے،لیکن غیبت بندوں کا حق ہے جب تک وہ بندہ نہ معاف کرے گا معاف نہ ہوگا۔

غیبت عداوت کا باپ بھی ہے اور بیٹا بھی

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیبت عداوت کا باپ بھی ہے اور بیٹا بھی ہے،یعنی کبھی غیبت کرنے سے عدوات ونفرت پیدا ہوتی ہے اور کبھی عداوت پہلے ہوتی ہے پھر غیبت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، (۱) پس جس کا نسب اس قدر بیہودہ ہو کہ خود ہی باپ ہو خود ہی بیٹا ہو،تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ گناہ کس قدر بدترین ہے۔غیبت سے آج کل شاید ہی کوئی مجلس خالی ہو،عوام تو عوام افسوس کہ علماء اور خواص بھی مبتلا ہیں۔

غیبت معاف کرانے کا طریقہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گناہ کو ترک کرنے کا بہت اہتمام سے بیان فرمایا ہے، اگر توفیق ہوجاوے تو جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرالے،لیکن اگر اس کو ابھی غیبت کی اطلاع نہیں ہے اور معافی مانگنے سے اس اطلاع ہونے کے سبب اس کو رنج وغم پہنچنے کا اندیشہ ہو اور دل میں کدورت اور نفرت کا اندیشہ ہو، تو سچی نیت سے عہد کرے کہ اب کبھی غیبت نہ کروں گا اور اس کی تعریف کیا کرے، خصوصاً جن لوگوں کے درمیان غیبت کی ہے ان سے اس کی تعریف کرے اور

(۱) 36 ۔کشف الخفاء ومزیل الالباس:95/2،(1814)،مکتبۃ العلم الحدیث

اس کی غیبت کرنے کی اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور اس کے لیے دعا کیا کرے اور کچھ تلاوت کر کے یا کم از کم تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر کافی دنوں تک ہر روز ان لوگوں کو ثواب بخش دیا کریں جن کی غیبت کی ہے، امید ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ ان لوگوں سے اس کی یہ خطا معاف کرا دیں گے اور خود بھی وہ لوگ جب اپنے نامۂ اعمال میں اس کا بخشا ہوا ثواب دیکھیں گے تو رحم آوے گا اور معاف کر دیں گے، لیکن ایصالِ ثواب کو غیبت کا بہانہ نہ بناوے، اللہ تعالیٰ دلوں کی نیت کو خوب جانتے ہیں، بعض وقت مقبول بندوں کی غیبت سے خاتمہ بھی خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ کون وہاں مقبول ہے، بعض وقت دیکھنے میں آدمی عام معمولی سا مسلمان معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے تنہائی کے بعض اعمال عند اللہ اس کے درجے کو بہت بلند کر دیتے ہیں، اسی طرح اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے، بہت سے پیدل قیامت کے دن سوار اور یہاں کے بعض سوار وہاں کے پیدل نظر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکرام مسلم کی اور غیبت سے احتیاط کی توفیق بخشیں، آمین۔

غیبت کی ابتداء بدگمانی سے ہے تو اس کا علاج یہ ہے

غیبت کی بیماری عموماً بدگمانی اور تکبر سے پیدا ہوتی ہے، ورنہ جس کو اپنی فکر زیادہ ہوتی ہے وہ دوسروں کے عیوب پر نظر نہیں کرتا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کو اپنی بدحالی اہم معلوم ہوتی ہے، وہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے بارے میں اتنا ڈرتا ہے کہ وہ اپنے کو مسلمانوں سے کیا کافروں سے، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر سمجھتا ہے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از یں بر ملائک شرف داشتند

کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

اللہ والے اپنے کو خوفِ انجامِ محشر سے اس قدر برا سمجھتے ہیں کہ کتّے سے بھی اپنے کو بہتر نہیں سمجھتے، کیوں کہ جس کا خاتمہ خراب ہوگا تو واقعی اس سے تو کتّے اور سور بھی اچھے ہیں کہ ان کو جہنم کی سزا تو نہیں ہے اور اسی عبدیت اور فنائیت کے سبب وہ فرشتوں سے عزت میں بڑھ جاتے ہیں، کیوں کہ حق تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ذلت اور عبدیت اور فنائیت مطلوب ہے، وہاں زور کا کام نہیں زاری سے کام بنتا ہے اور یہی سلوک اور تصوف بلکہ انسانیت کا حاصل ہے، جس کو ایسی تواضع حاصل ہوگئی وہ ہر مخلوق پر شفقت کرتا ہے اور کسی کو اذیت نہیں پہنچاتا اور نہ انتقام لیتا ہے۔ علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر انتقام لیتا ہے وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو حلیم ہوتا ہے اور ایذا دینے والوں کے حق میں دعا گو رہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا عجیب شعر ہے ؎

جور و ستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش

احمد نے اس کو بھی تہہ دل سے دعا دیا

گھر میں اولیاء گھڑی میں بھوت

بعض لوگ اشراق اور اوابین اور ذکر و مراقبہ اور تسبیحات میں بہت آگے ہوتے ہیں مگر کسی سے ان کو اگر اذیت پہنچ جائے یا خلافِ طبع بات کسی سے پیش آجائے، تو تسبیح جیب میں رکھ کر بدزبانی، بدکلامی میں مبتلا ہوجاتے ہیں پھر وہ نہیں دیکھتے کہ ہم کس سے

مخاطب ہیں، یہ ہمارے بڑے ہیں یا چھوٹے، ماں باپ ہوں یا استاد یا شیخ سب بھول جاتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ گھڑی میں اولیاء گھڑی میں بھوت۔اللہ تعالیٰ کا غضب اور غصّہ کا ہر وقت جس کو دھیان رہتا ہے وہ اپنا غصّہ بھول جاتا ہے اور غصّہ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا نفس کے مٹانے کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی للہ تعالیٰ عنہ کا غصّہ ایمان لانے سے پہلے اسلام کے خلاف تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور فیضانِ صحبت سے پھر کفار ومشرکین کے لیے ہوگیا۔ پس آج بھی جن کے غصّہ کی اصلاح ہوجاتی ہے وہ اپنے کو نافرمانی سے بچانے کے لیے اپنے نفس پر غصّہ کرتے ہیں اور اپنی معافی خدا تعالیٰ سے لینے کے لیے مخلوق الٰہیہ کی خطاؤں کو معاف کردیتے ہیں اور مخلوق خدا پر شفقت ورحمت کرتے ہیں اور بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت اور علماء کے اکرام کی حدیث پر اہتمام سے عمل کے لیے اپنے نفس کو مجبور کرتے ہیں، یہاں تک کہ کچھ دن مشقت کے ساتھ عمل کرنے کی برکت سے پھر طبیعت اور عادت بن جاتی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھانسی کے ملزم کو معمولی مقدمہ والوں کی غیبت کرتے نہ دیکھا ہوگا اور کوڑھ کے مرض والے کو زکام والے پر ہنستے نہ دیکھا ہوگا، پس قیامت کی ہولناک پیشی اور انجام پر نظر رکھنے والے دوسروں پر ہنسا نہیں کرتے، نہ غیبت کی انہیں فرصت نہ ہمت۔احقر کا شعر ہے ؎

نا مناسب ہے اول ناداں

اک جزامی ہنسے زامی پر

غیبت کی حقیقت:

کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے اُس کے متعلق کوئی واقعی بات ایسی ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو اُس کو ناگوار گزرے غیبت کہلاتی ہے مثلاً کسی کو بیوقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب ونسب میں نقص نکالنا یا کسی کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس شے سے بھی اُس کو تعلق ہو اُس کا کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سننا اُسے ناگوار گزرے خواہ زبان سے ظاہر کی جائے یا رمز و کنایہ سے یا ہاتھ سے اور آنکھ کے اشارے سے یا نقل اُتاری جائے یہ سب غیبت میں داخل ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر کسی عورت کا ٹھگنا ہونا ہاتھ کے اشارے سے ظاہر کیا اور یوں کہا تھا کہ یا رسول اللہ وہ عورت جو اِتنی سی ہے، اِس پر آپ نے فرمایا اے عائشہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔

ہم مولویوں سے بعض حضرات ایسی ایسی غیبتیں کرتے ہیں اور پھر خود کو نیک بھی سمجھتے ہیں

سب سے بدتر غیبت وہ ہے جس کا رواج مقتدا اور دیندار لوگوں میں ہو رہا ہے کیونکہ وہ غیبتیں کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہیں ان کی غیبتیں بھی نرالے انداز کی ہوتی ہیں مثلاً مجمع میں کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے اُس نے ہم کو امیروں کے دروازوں پر جانے سے بچا رکھا ہے ایسی بے حیائی سے اللہ پناہ میں رکھے اس کلمہ سے جو کچھ اُن کا مقصود ہے وہ ظاہر ہے کہ اُمرا کے پاس بیٹھنے والے مولویوں پر طعن کرنا اور ان کو بے حیا کہنا منظور ہے اور ساتھ ہی اپنی صلاحیت تقوی جتا رہے ہیں اور ریا کاری کا گناہ

کررہے ہیں اسی طرح مثلاً کہنے لگے کہ فلاں شخص کی بڑی اچھی حالت ہے اگر اُس میں حرص دنیا کا شائبہ نہ ہوتا جس میں ہم مولوی مبتلا ہوجاتے ہیں اس فقرہ سے بھی جو کچھ مقصود ہے وہ ذرا سے تامل میں سمجھ آسکتا ہے کہ اُس کا بے صبرا ہونا ظاہر کرتے ہیں اور اپنی طرف حرص کی نسبت اس نیت سے کرتے ہیں کہ سننے والا ان کو متواضع سمجھے اور یہی غیبت ہے، ساتھ ہی ریا کاری بھی ہے زیادہ تعجب تو اِس پر ہوتا ہے یہ حضرات غیبت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیبت سے محفوظ اور پارسا سمجھتے ہیں یا مثلاً بول اُٹھے سبحان اللہ بڑے تعجب کی بات ہے اور جب اتنا کہنے پر لوگوں نے اس بات کے سننے کے شوق میں ان کی جانب کان لگائے تو کہنے لگے کچھ نہیں فلاں شخص کا خیال آگیا تھا اللہ ہمارے اور اُس کے حال پر رحم فرمائے اور توبہ کی توفیق دے، اس فقرہ کا بھی جو کچھ منشاء ہے وہ عقلمند پر مخفی نہیں ہے کیونکہ ان کا یہ کلمہ ترحم وشفقت یا دعا کی نیت سے نہیں ہوتا جیسا کہ ظاہری الفاظ سے وہم پڑتا ہے اس لیے کہ اگر دعا کرنی مقصود ہوتی تو دل ہی دل میں کیوں نہ کرلیتے سبحان اللہ کہہ کر لوگوں کو متوجہ کرنا اور معصیت کا شکار کرنا ہی کیا ضروری تھا، کیا کسی شخص کا عیب ظاہر کرنا بھی کوئی شفقت یا خیر خواہی کی بات ہے؟

اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہے کہ غیبت سے منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ بھائی غیبت مت کیا کرو مگر دل ان کا غیبت کو مکروہ نہیں سمجھتا بلکہ اس نصیحت کرنے سے محض اپنی دینداری اور تقوی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اسی طرح کسی مجمع میں

غیبت ہوتی ہےتو ناصح اور پارسا بن کر کہنے لگتے ہیں میاں غیبت کرنا گناہ ہے اِس سے ہم سننے والے بھی گناہ گار ہوتے ہیں، یہ لوگ کہنے کو کہہ جاتے ہیں مگر دل ان کا مشتاق رہتا ہے کہ کاش یہ شخص ہماری نصیحت پر عمل نہ کرے جو کچھ کہہ رہا ہے کہے جائے اور ہمیں سنائے جائے بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ غیبت سننے کا انتظار بھی ہےاور پھر یوں بھی سمجھتے ہو کہ ہم منع کر کے گناہ سے سبکدوش ہو گئے۔ یاد رکھو کہ جب تک غیبت کرنے اور سننے کو دل سے برا نہ سمجھو گے تو اُس وقت تک غیبت کے گناہ سے ہر گز نہ بچو گے کیونکہ غیبت کرنے والا سننے والا دونوں برابر ہیں اور جس طرح زبان سے غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح دل سے غیبت کرنا بھی حرام ہے البتہ چند صورتوں میں خاص لوگوں کی غیبت کرنا جائز ہے جس کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔

کن صورتوں میں غیبت کرنا جائز ہے

اوّل: مظلوم شخص ظالم کی شکایت اگر افسر اعلیٰ تک پہنچائے اور اپنے اُوپر سے ظلم رفع کرنے کی نیت سے اُس کے مظالم بیان کرے تو گناہ نہیں ہے البتہ ظالم کے عیوب کا ایسے لوگوں سے بیان کرنا جنہیں اُس کو سزا دینے یا مظلوم کے اُوپر سے ظلم رفع کرنے کی طاقت نہ ہو بدستور غیبت میں داخل اور حرام ہے ایک بزرگ کی مجلس میں حجاج بن یوسف کا ذکر آ گیا تھا تو اُنہوں نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے دن مظلوموں کا بدلہ حجاج سے لے گا اور حجاج کا بدلہ اُس کی غیبت کرنے والوں سے لے گا اس لیے کہ بہتیرے آدمی حجاج کے مظالم ایسے آدمیوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جن

کوحجاج کے کیے ہوئے ظلم رفع کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ایسے لوگوں کے سامنے حجاج کی غیبت کس طرح جائز ہوسکتی ہے۔

دوم: کسی شخص سے کوئی بدعت یا خلافِ شرع امر کے رفع کرنے میں مدد لینی ہو یا کسی کو اُس کے فتنہ سے بچانا ہو تو اُس سے بھی ان بدعتی لوگوں کا حال بیان کرنا اگرچہ اِن کی غیبت کرنا ہے مگر جائز ہے۔

ظلم کی شکایت کرنا غیبت نہیں۔۔۔

- برائی کو روکنے کے لئے مدد طلب کرنا غیبت نہیں۔
- اہل علم سے فتوی طلب کرنے کے لئے کسی کا عیب بیان کرنا غیبت نہیں۔۔۔مگر احتیاط اور افضلیت اسی میں ہے کہ وہ فتوی طلب کرتے وقت لوگوں کے نام نہ لے۔

اعلانیہ برائی کرنے والوں کی برائی کا اظہار کرنا غیبت نہیں [جیسے حکمران کی برائی۔

- مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے غیبت کرنا جائز ہے۔(غیبت کی تباہ کاریاں جلد 1)

مرتب کہتا ہے: استاد سے اور باپ تنبیہ کیلئے بیٹے کی شکایت کرے یہ غیبت جائز ہے۔

ماں اگر بیٹے اور بیٹی کی شکایت اگر باپ سے کرے برائے اصلاح تو یہ غیبت بھی جائز ہے۔

یا اگر کسی کو کوئی شرعی نقصان سے بچانے کیلئے یا دل نخواستہ غیبت کرے تو جائز ہے۔

اس کے علاوہ حسب موقع اور بھی غیبتیں ادا ہو جاتی ہیں جن کو صالح علماء سے پوچھنا چاہئے۔

شیخ کب تبدیل کیا جائے

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر ایک شیخ کی خدمت میں خوش اعتقادی سے کافی مدت تک رہا، مگر اس کی صحبت سے کچھ اثر نہ محسوس کیا تو دوسری جگہ اپنا مقصد تلاش کرے، کیوں کہ مقصودِ اصلی حق تعالیٰ کی ذات ہے نہ کہ پیر، لیکن شیخ اوّل سے بداعتقاد نہ ہو، ممکن ہے کہ وہ کامل اور مکمل ہو مگر اس کا حصہ یہاں مقدر نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصولِ مقصود ہو گیا یا شیخ مریدوں کو وقت نہیں دیتا تب بھی دوسری جگہ تلاش کرے، یہ خیال نہ کرے کہ دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے، شیخ کی قبر سے فیض حاصل ہو جاوے گا؟ کیوں کہ قبر سے تعلیم اور اصلاح کا فیض نہیں ہوتا صرف صاحبِ نسبت کو احوال کی ترقی ہوتی ہے۔

تنبیہ: لیکن محض ہوس اور طمع کے سبب یا بدگمانی کے سبب یا شیخ کی سختی اور ڈانٹ کے سبب شیخ کو چھوڑنا سخت محرومی ہے اور اس سے قطع نسبت کا خطرہ ہوتا ہے اور ایسا آدمی ہرجائی مشہور ہو جاتا ہے اور طریق کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم اور تواضع وعبدیت عطا فرمائیں، آمین۔ (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

شیخ چوں کہ خلیفۂ کامل اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، لہٰذا اس کی محبت اور ادب کا بہت اہتمام سے لحاظ رکھے اور یہ گمان رکھے کہ میرے حق میں میرے مرشد سے بہتر کوئی اور نفع پہنچانے والا نہیں ہے۔

آخر میں حاصلِ طریق عرض کرتا ہوں کہ جس نے اپنے نفس کو نہ مٹایا اس نے کچھ نہ

حاصل کیا، اپنے کو مٹا کر خاکساری اور تواضع سے رہے، اسی سے دونوں جہاں میں عزت ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جاہ اور عزت والے تھے پھر بھی اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے ہیں ۔

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

بُرے اخلاق یہ ہیں

عجب، تکبر، چغل خوری، کینہ، حسد، غصّہ، بدخواہی، بدگمانی، حب دنیا، فضول اور خلاف شرع کلام کی ہوس، غیبت، جھوٹ، بخل، ریا (از: تعلیم الدین وفروع الایمان)، شہوت، بدنگاہی، عشق مجازی۔ اور ارشاد فرمایا کہ عدمِ قصد ایذا کافی نہیں بلکہ قصدِ عدمِ ایذا ضروری ہے۔ اس شعر کے اندر سب بُرے اخلاق جمع ہیں ۔

مرتب کہتا ہے: کہ ان اخلاق رذیلہ کے کیڑوں کو اپنے اندر سے باہر نکالنا ہے تو شیخ و مرشد کی سرپرستی میں ایک عرصہ رہنا ضروری ہے۔

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت
بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ (از: تعلیم الدین حضرت حکیم الامتؒ)

غیبت کی برائی قرآن شریف میں

احادیث کے اندر اس کی بہت مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم میں ارشاد عالی ہے، کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے، کہ اپنے

مرے ہوئے بھائی کے گوشت کو کھائے ، ارشاد فرمایا کہ غیبت کا کرنا کسی کے عیب اور کسی کی برائی کا بیان کرنا ، یہ ایسا ہے جیسے کہ مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا، غرض یہ کہ روزہ کی برکات اور روزہ کے ثمرات اور روزہ کا اجروثواب سارا کا سارا غیبت کے کرنے سے ضائع اور برباد ہوجاتا ہے، یہ مرض جو ہے مردوں سے زیادہ عورتوں کے اندر پھیلا ہوا ہے، جیسا کہ عورتیں زیادہ تر روزہ رکھتی ہیں مگر اپنے روزہ کو واہی تباہی الٹی سلٹی باتیں کہہ کر ضائع کر دیتی ہیں۔ (سورۂ حجرات آیت:۱۱)

دوروزے دار عورتوں نے اپنے بھائیوں کا گوشت کیسے کھایا

حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دونو جوان لڑکیوں نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کی بنا پر ان کو بھوک سخت معلوم ہوئی ، کہ ہلاکت کے قریب ہوگئیں ، کسی شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ کر عرض کیا ، کہ اے اللہ کے نبی ! فلانی دولڑکیوں نے روزہ رکھا تھا،لیکن وہ مرنے کے قریب پہنچ رہی ہیں ، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کہ ان کا روزہ ہوا ہی نہیں اور ایک پیالہ مرحمت فرمایا کہ جاؤ اور کہو کہ اس کے اندر قے کریں ، وہ پیالہ ان کے سامنے کیا گیا، انہوں نے جو قے کی ، تو گوشت کے ٹکڑے قے میں نکلے ، صحابہ کو تعجب ہوا، تو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: کہ یہ وہ گوشت ہے، جو انہوں نے اپنے بھائیوں کا کھایا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ترہیب الصائم من الغیبۃ والفحش والکذب ونحوذالک رقم:۸،ص:۹۵ ۃ جلد:۱)

ایک صحابی کا واقعہ:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی کسی جنازے سے واپس تشریف لا رہے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے

ساتھ تھے، کسی صحابی نے راستہ میں آتے ہوئے کسی کی برائی بیان کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلال کرو بھائی خلال، انہوں نے کہا، کہ اے اللہ کے نبی! میں نے تو آج گوشت ہی نہیں کھایا، خلال کس بنا پر کروں؟ میرے دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ نہیں ہے، تب فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے غیبت جو ہے یہ ایسی ہے جیسا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کے گوشت کا کھانا۔ (الترغیب والترہیب: الترہیب من الغیبۃ رقم: ۱۴، ص: ۳۱۸، ج: ۳)

بہرکیف! روزہ کی برکتیں ساری کی ساری غیبت کے کرنے سے ضائع ہو جاتی ہیں۔

دوسروں کو نقصان سے بچانے کے لیے غیبت کرنا جائز ہے:

اگر کوئی شخص کسی سے نکاح یا خرید و فروخت کا معاملہ کرتا ہے اور تم کو علم ہو کہ اِس معاملہ میں ناواقفیت کی وجہ سے اس کا نقصان ہے تو اُس کو نقصان سے بچانے کے لیے اس کا حال بیان کر دینا بھی جائز ہے، اسی طرح قاضی کی عدالت میں کسی گواہ کا کوئی عیب اس نیت سے ظاہر کرنا کہ صاحبِ حق کو اِس مقدمہ میں میرے خاموش رہنے سے نقصان نہ پہنچے جائز ہے البتہ صرف اُسی شخص سے ذکر کرنا جائز ہے جس کے نقصان کا اندیشہ ہو یا جس پر فیصلہ اور حکم وارد ہو۔

اگر کوئی شخص ایسے نام ہی سے مشہور ہو گیا ہو جس میں عیب ظاہر ہوتا ہے مثلاً اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) تو اس نام سے اس کا پتہ بتلانا غیبت میں داخل نہیں ہے پھر بھی اگر دوسرا پتہ بتلا دو تو بہتر ہے تاکہ غیبت کی صورت بھی پیدا نہ ہو۔

اگر کسی شخص میں کوئی عیب ایسا کھلا ہوا پایا جاتا ہے کہ لوگ اُس کا یہ عیب ظاہر کرتے ہیں تو اُسے ناگوار نہیں گزرتا مثلاً ہیجڑا کہ اُن کے اِس فعل کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو اُن کو خیال بھی نہیں ہوتا تو یہ تذکرہ بھی غیبت سے خالی ہے البتہ اگر اُس کو ناگوار گزرے تو حرام ہے کیونکہ فاسق کے بھی کسی ایسے گناہ کا ذکر کرنا جو اُس کو ناگوار گزرے بِلا عذرِ خاص جائز نہیں ہے (بشرطیکہ کھلم کھلا گناہ نہ کرتا ہو)۔

غیبت کے اسباب

عام طور پر سوءِ مزاج کے نتیجہ میں آدمی غیبت میں مبتلا ہوتا ہے، بعض لوگ تو صرف ناعاقبت اندیشی کی بنا پر یہ کام کرتے ہیں، ان کو یہ خیال ہی نہیں رہتا کہ دنیا و آخرت میں اس کے نقصانات کیا ہیں، ایک بڑی تعداد انانیت پسند لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو کسی کو اٹھتا ہوا نہیں دیکھ سکتے، ان کے سامنے اگر کسی کی تعریف کی جانے لگے تو فوراً وہ برائیاں تلاش کر کے بیان کرنے لگتے ہیں، جب کہ اسلامی مزاج کا تقاضا یہ تھا کہ دس برائیوں میں اگر ایک نیکی بھی ہے تو نیکی کا چرچا کیا جائے اور برائیوں کا تذکرہ نہ ہو، تاہم یہ بھی خیال رہے کہ اگر کہیں گواہی دینے کا مسئلہ ہے یا کوئی کسی کے بارے میں مشورہ کر رہا ہے تو اپنے علم کے مطابق صحیح رائے کا اظہار ضروری ہے، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے لیے دو لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری وضاحت فرما دی اور جو نقص تھا وہ بھی بیان کر دیا تا کہ آدمی دھوکہ میں نہ پڑے اور بعد میں اس کو پچھتاوا نہ اٹھانا پڑے، محدثین کے یہاں

جرح وتعدیل کا مستقل فن اسی لیے وجود میں آیا کہ غلط لوگوں سے روایات نقل کرنے میں احتیاط برتی جائے اور بے اصل روایات معاشرہ میں پھیل نہ جائیں، یہ ایک دینی شرعی مصلحت وضرورت تھی اور اب بھی اگر ضرورت پڑے تو بالکل دوٹوک انداز میں بات صاف کردی جائے تاکہ نہ افراد دھوکے میں پڑیں اور نہ ہی امت کسی دھوکہ کا شکار ہو، لیکن یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ اس میں حدود قائم رکھے جائیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس میں انانیت شامل ہوجاتی ہے اور اس پر ضرورت کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ (اصلاح معاشرہ)

اس گناہ کی شدت

موجودہ دور میں یہ بیماری اچھے اچھے دیندار حلقوں میں پیدا ہوگئی ہے، جب کہ حدیث میں اس کو بدترین گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، بیہقی کی ایک روایت میں آتا ہے: ''الغيبة أشد من الزنا۔ قالوا يا رسول الله! و كيف الغيبة أشد من الزنا؟ قال إن الرجل ليزني فيتوب فيتوب الله عليه، وإن صاحب الغيبة لا يغفر له حتىٰ يغفرها له صاحبه۔ (بیہقی فی شعب الایمان، فصل فیما ورد من الاخبار فی التشدید علی من اقترض/ ۶۴۶۵)

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک

مغفرت نہیں ہوتی جب تک وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

ظاہر ہے جس کی غیبت کی گئی ہے معاشرہ میں اس کو گرانے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ اس کا ایک بہت بڑا نقصان ہے، اسی لیے غیبت کو بھائی کے مردار گوشت کھانے کے مرادف قرار دیا گیا ہے، جب تک اس سے معافی نہ مانگ لی جائے، اس وقت تک اس گناہ سے معافی مشکل ہے اس لیے کہ یہ بندوں کے حقوق میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرمادیں گے لیکن بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہیں فرمائیں گے جب تک وہ ادا نہ کردیئے جائیں یا معاف نہ کرالیے جائیں۔

جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگنا مشکل ہو تو کیا کرے

کبھی ایسی صورت حال بھی پیش آتی ہے کہ جس کی غیبت کی گئی اس کا انتقال ہو گیا یا اس کا خطرہ ہے کہ اگر معافی مانگنے کے لیے غیبت کا تذکرہ بھی ہوا تو فریق ثانی کی طرف سے سخت ردعمل ہوگا اور اس کے نتیجہ میں حالات مزید بگڑ جائیں گے اور فتنہ پیدا ہوگا ایک حدیث میں ایسی صورت حال کا علاج بتایا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے: ''إن من كفارة الغيبة أن تستغفر لمن اغتبته تقول اللّٰهم اغفر لنا وله''(بیہقی فی شعب الایمان، فصل فیما ورد من الاخبار فی التشدید/ ۶۵۱۹)

(غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی تم نے غیبت کی ہو اس کے لیے استغفار کرو اور کہو کہ اے اللہ ہماری اور اس کی مغفرت فرمادے)۔

بظاہر یہ حدیث ان ہی حالات کے لیے مخصوص ہے کہ جب معافی نہ مانگی جاسکتی ہو یا اس

سے فتنہ کا خدشہ ہو، اس لیے کہ بیہقی کی اس سے پہلی والی روایت میں یہ صراحت ہے کہ جب تک معافی نہ مانگ لی جائے اس وقت تک اس گناہ کا معاف ہونا مشکل ہے، اس لیے اس دوسری حدیث کو مخصوص حالات پر محمول کرنا ہی مناسب ہے۔

غیبت سننے والے پر بھی وبال ہوتا ہے

جس طرح غیبت کرنا سخت گناہ ہے غیبت کا سننا اور ایسی مجالس میں شریک ہونا بھی گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے: ''من اغتیب عنده أخوه المسلم فنصره نصره الله فی الدنیا والآخرة، وإن لم ینصره أدركه الله فی الدنیا والآخرة۔'' (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع للامام معمر بن راشد، باب الاغتیاب والشتم / ۲۰۲۵۸، شرح السنۃ، باب الذب عن المسلمین)

جس کسی کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد پر قادر ہے اس نے اپنے بھائی کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائیں گے اور اگر قدرت کے باوجود اس نے مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پکڑ کریں گے)۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی ایسی مجلسوں میں شرکت ہو بھی جائے اور کسی کی غیبت کی جائے تو شریک ہونے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے اس کا دفاع کرے، یہ اس کے لیے بڑے اجر کی بات ہے کہ وہ اس کی عزت رکھ رہا ہے اور اس مجلس میں اس کو ذلیل ہونے سے بچا رہا ہے، اللہ تعالیٰ بھی دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائیں گے اس کو عزت بخشیں گے اور وہ ذلت سے محفوظ رہے گا، اس کے برخلاف اگر وہ مجلس میں پوری طرح شریک رہا، غیبت

سنتا رہا اور اس پر ذرا بھی ناپسندیدگی ظاہر نہ کی تو اس کے لیے وبال ہے، اس کا خطرہ ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی ذلت اٹھائے۔

اسی آیت میں غیبت کی برائی مزید وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اور اس میں نفسیات کو اپیل کی جارہی ہے ارشاد ہوتا ہے:

{أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ} (سورۂ حجرات/۱۲)

''کیا تم میں کسی کو اچھا لگے گا کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم گھن کروگے ہی۔''

غیبت سے نیکیاں کم ہوجاتی ہیں لہذا اس کا علاج اس طرح کیجئے

عجیب بات یہ ہے کہ عام طور پر مجلسوں میں غیبت کا سلسلہ جب چلتا ہے تو کسی کو خیال بھی نہیں رہتا اور اس میں مزہ آنے لگتا ہے، آیت شریفہ میں اس کا ایک نفسیاتی علاج بھی کیا گیا ہے، غیبت کے موقع پر اگر یہ تصور کرلیا جائے کہ جس کی غیبت کی جارہی ہے درحقیقت اس کا سڑا ہوا گوشت کھایا جارہا ہے تو اس تصور سے ہی طبیعت اِبا کرنے لگے گی اور غیبت سے کراہت سی پیدا ہوجائے گی، ظاہری طور پر آدمی خواہ اس کو محسوس نہ کرسکے لیکن یہ ایک حقیقت ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعجاز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ اللہ کے حکم سے ایسی چیزیں محسوس بھی کرادیں، حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ ان دونوں کو اتنا لگا کہ وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اوران دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا، لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ/ ۷ ۲۴۳، شعب الایمان/ ۶۴۴۶)

اس حدیث سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ غیبت کرنے والے کے لیے نیکیاں مشکل ہوجاتی ہیں، اوراس کا ذہن غلط کاموں اور غلط باتوں کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔

کسی کو غیبت سے منع کرنے پر جہنم سے نجات کا پروانہ

جس طرح حدیث میں غیبت کرنے والے کو مردار بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے، اسی طرح اگر کوئی غیبت کرنے والے کو اس کے اس برے عمل سے باز رکھتا ہے تو وہ اپنے بھائی کی حفاظت کرنے والا شمار ہوگا، حدیث میں آتا ہے: ''من ذب عن لحم أخيه بالغيبة كان حقاً على الله أن يعتقه من النار''(بیہقی، شعب الایمان، فصل ۲۹/ ۶۴۳ ۷)

غیبت کی وجہ سے اگر کسی کا گوشت محفوظ نہیں رہا اورکوئی اس کی حفاظت (غیبت کرنے والے کو غیبت سے روک کر) کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو جہنم سے خلاصی عطا فرمائیں گے)۔

اللہ کی طرف سے یہ بدلہ اس کو اس کے عمل کے مطابق مل رہا ہے، وہ

دوسرے کے گوشت پوست اوراس کے جسم کی حفاظت کررہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے جسم کی جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔

خواص کے یہاں غیبت کا خطرناک انداز دیکھئے

آج کل معاشرے میں غیبت کا چلن اتنا عام ہے کہ عوام تو رہے عوام، خواص بھی اس مرض کا شکار ہیں بالخصوص وہ حضرات جن کو وراثت میں مسند ارشاد مل جاتی ہے اور زاغوں کے تصرف میں شاہینوں کا نشیمن چلا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی بزرگی یا اپنی علمیت کا سکہ جمانے کے لیے مختلف حیلوں اور بہانوں سے اپنے ہم عصر علماء کی غیبت کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ خود کو پارسا بھی سمجھیں گے۔ اشاروں کنایوں سے جس کی غیبت کررہے ہیں اس کا پورا نقشہ کھینچ کر رکھ دیں گے اور ساتھ ساتھ اپنے تقدس کی دھاک بٹھانے کے لیے یہ بھی کہہ دیں گے کہ میں کسی کا نام نہیں لیتا غیبت ہوجائے گی۔)واہ سبحان اللہ! یہ کیسا عجیب تقویٰ کا مرض ہے جو ان خلافتوں اور اجازتوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے مقتداؤں کولاحق ہوگیا ہے۔ بحوالہ (ختم نبوت)

غیبت بدترین اخلاقی بیماری ہے

غیبت بدترین اخلاقی بیماری ہے، جو ہمیشہ اخلاقی جرأت کی کمی کے باعث وجود میں آتی ہے۔ اگرانسان حق گوئی اور صاف گوئی کی صفت سے آراستہ ہوتو غیبت جیسی اور بھی بہت سی اخلاقی بیماریاں انسان سے دور رہتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص بلاخوفِ لومۃ لائم و بے لاگ اور ڈنکے کی چوٹ پر اپنی بات کہہ سکتا ہے اسے پیٹھ پیچھے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو شخص اس جرأت سے محروم ہو وہ ہمیشہ غیبت کا سہارا لیتا ہے۔

غیبت جس طرح اخلاقی جرأتوں کا خون کرتی ہے اسی طرح بزدلی، کم ہمتی، مداہنت فی الدین اور مصلحت بینی جیسے رذائل کو بھی جنم دیتی ہے۔

حکیم الاسلامؒ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر اخلاقِ عالیہ سے نوازا تھا، اسی طرح سے اخلاقی جرأت، صاف گوئی اور بے لاگ گفتگو کے جوہر سے بھی آراستہ کیا تھا۔ غیبت کرنا تو درکنار انہیں غیبت سننا بھی گوارا نہ تھا۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے یا ان کے مزاج سے واقف لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت حکیم الاسلامؒ اس قسم کے رذائل سے پاک ہیں۔ اس لئے اولاً تو اس کی نوبت ہی نہ آتی تھی کہ آپ کی مجلس میں غیبت ہو۔ اگر کوئی نووارد یا آپ کے مزاج سے ناواقف ایسی گفتگو کرتا جس میں غیبت کا کوئی پہلو نکلتا تو اس پر سخت ناگواری کا احساس فرماتے اور بروقت تنبیہ بھی۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص آپ کی مجلس میں غیبت کرے اور حکیم الاسلامؒ خاموشی سے سنتے رہیں، جیسے آج کے دور میں ہماری علمی مجلسیں بھی اس رذیلہ کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا انظر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''غیبت کا حضرت قاری صاحبؒ کے یہاں پر دروازہ پوری قوت سے بند تھا، بہت کچھ کسی کے حق میں فرماتے تو یہ ''بھائی بڑا اچھا آدمی تھا، کاش کہ کسی مفید کام میں لگتا''

یا ''فلاں صاحب تو اپنے ہی ہیں خدا جانے ان کو کیا ہو گیا'' حالاں کہ کبھی کبھی ان کے متعلقین پر ان کا یہ انداز گراں گذرتا'' وہ مصلحت و ضرورت کا تقاضہ سمجھتے کہ حضرت کچھ تو جواب دیں، مگر یہاں لاکھوں کروڑوں تیروں کا

ایک جواب ''نشانہ بننا'' تھا نہ کہ ''نشانہ لگانا'' صورتِ حال پر کبھی بہت ہی دل آزار ہوتے تو فتنہ کے طول وعرض کو واضح کرنے کے لئے فضاء میں اپنی انگشت شہادت گھماتے ہوئے فرماتے کہ ''بھائی یہ ہر وقت کی ہو ہو ہمیں تو اچھی نہیں لگتی'' ہمارا تو لکھنا پڑھنا ہی ختم ہوگیا۔ وقار اس طرح کوٹ کوٹ کر ان کی فطرت میں بھرا پڑا تھا کہ کبھی بے وقاری کا کوئی پرتو ان کی زندگی میں نہ نظر آیا۔'' (حیات طیب)

غیبت گناہ کبیرہ ہے

غیبت کرنے سے چونکہ نفرت کی آگ مزید مشتعل ہوجاتی ہے سامع کے دل میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کی آبرو بھی مجروح ہوجاتی ہے جو حسن معاشرہ کے لئے بڑی رکاوٹ ہے اور ساتھ ساتھ وقت کی تیضیع بھی ہے جو ایک مستقل گناہ ہے گویا غیبت سے کئی گناہ معرض وجود میں آتے ہیں اس لئے شریعت نے غیبت کرنے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔ لاخلاف ان الغیبۃ من الکبائر (تفسیر قرطبی ص:۱۵۷ ج:۹)

''غیبت کے گناہ کبیرہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

جو غیبت کرتا ہے فساد پھیلاتا ہے

اور ارشاد ربانی ہے۔

یاایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً۔

''اے ایمان والو! بچتے رہو بہت سے گمانوں (تہمتیں کرنے) سے بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔''

عن ابی برزة الاسلمی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یامعشر من آمن بلسانه ولم یدخل الایمان قلبه لاتغتابوا المسلمین ولاتتبعوا عوراتهم فان من اتبع عوراتهم یتبع الله عورته ومن یتبع الله عورته یفضحه فی بیته۔ (ابوداؤد ص: ۳۱۳ ج: ۲ تفسیر قرطبی ص: ۳۵۵ ج: ۹)

اور حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ان لوگوں کی جماعت جو بظاہر مسلمان ہیں مگر ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاشی کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاشی اللہ کرے اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کر دیتا ہے۔''

اس حدیث میں اس بات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ کسی مسلمان کی غیبت منافق کی علامت ہے کہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اس کے شر سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ ہوتے ہیں لہٰذا غیبت کرنا اخلاق مسلم نہیں بلکہ منافی ہے۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غیبت سے بچو ورنہ تم

فساد برپا کردو گے۔

وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما عرج بي مررت بقوم لهم اظفار من نحاش يخمشون وجوههم وصدورهم فقلت من هؤلاء ياجبريل؟ قال هؤلاء الذين ياكلون لحوم الناس ويقعون في اعراضهم (ابوداؤد ص:۳۱۳ ج:۲)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج کو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں (بدن) کا گوشت نوچ رہے تھے میں نے جبرئیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائی کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) اور انکی آبروریزی کرتے تھے۔"

اس روایت میں غیبت کرنے کو اپنے بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے اسی طرح مذکورہ آیت کے اخیر میں بھی اس قسم کی مشابہت موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتاً۔

بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو۔

اس تشبیہ کے متعلق حبر امت اور رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انما ضرب الله هذا المثل للغيبة لان اكل لحم الميت حرام مستقذر

وکذا الغیبة حرام فی الدین وقبیح فی النفوس۔ (قرطبی ص:۱۵۵ ج:۹)

اللہ نے یہ مثال اس لئے بیان فرمائی ہے کہ جس طرح کسی مردے کا گوشت کھانا حرام ہے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اسی طرح غیبت بھی دین میں حرام ہے اور قبیح ہے۔''

اور مفسر قرطبی فرماتے ہیں کہ جیسے مردہ کا گوشت کھانے سے مردے کو کوئی جسمانی اذیت نہیں ہوتی ایسے ہی اس غائب کو جب تک غیبت کی خبر نہیں اس کو بھی کوئی اذیت نہیں ہوتی مگر جیسا کہ کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانا حرام بھی ہے اور خست ودنائت کا کام بھی ہے اسی طرح غیبت بھی حرام اور خست ودنائت کا کام ہے کہ پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا کوئی بہادری کا کام نہیں۔

اور اس تشبیہ کو مستبعد نہ سمجھا جائے کیونکہ اس عالم میں مادی دنیا کے علاوہ ایک دوسرا عالم بھی ہے جسے عالم مثال کہا جاتا ہے ہمارے عالم عنصری میں بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا ہم مشاہدہ نہیں کر سکتے ہیں مگر ان کا عالم مثال میں اپنی صفت کے مناسب جسم ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ رقمطراز ہیں۔

اعلم انه دلت احادیث کثیرة علی ان فی الوجود عالماً غیر عنصری تتمثل فیه المعانی باجسام مناسبة لها فی الصفة (حجۃ اللہ البالغۃ ص:۵۸ باب ذکر عالم المثال)۔

جان لو کہ بہت سی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس عالم عنصری (مادی دنیا) کے علاوہ ایک اور عالم موجود ہے جس میں معنوی اور مخفی چیزیں اپنی

صفت کے مناسب جسم میں ظاہر ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والے متعدد لوگوں کو گوشت کھانے کی خبر دی ہے۔''

غیبت کتّا صفت آدمی کی غذاء ہے

ایک دفعہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو غیبت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا غیبت کرنا چھوڑ دو کہ یہ کتے صفت لوگوں کی غذاء ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کی باتوں سے گریز کرو کیونکہ یہ مرض ہے اور اللہ کا ذکر کیا کرو کیونکہ یہ شفاء ہے۔ (قرطبی ص:۱۵۶،ج:۹)

غیبت شیطانی معصیت ہے

ایک اور روایت میں ہے کہ غیبت کرنا زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ''یہ کیسے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہوجاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ (معارف القران بحوالہ ابوداؤد وترمذی)

چونکہ انسان سے سرزد ہونے والے گناہ عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) حیوانی (۲) شیطانی۔ آخر الذکر بہت ہی زیادہ خطرناک ہے اس لئے اس حدیث میں غیبت کو زنا سے زیادہ سخت قرار دیا کہ یہ شیطانی معصیت ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت کرنا ایک ایسا گناہ ہے جس میں حق اللہ کی بھی

مخالفت ہے اور حق العبد بھی ضائع ہوتا ہے اس لئے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معاف کرانا لازمی ہے۔ اور جس شخص کے سامنے یہ غیبت کی تھی اس کے سامنے اپنی تکذیب کرنا بھی ضروری ہے۔

غیبت کا کفارہ

اور وہ شخص جس کی غیبت کی تھی اگر مر گیا ہو یا اس کا پتہ نہ ہو تو اس کا کفارہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من کفارۃ الغیبۃ ان یستغفر لمن اغتابہ، تقول اللّٰھم اغفر لنا ولہ'۔ (رواہ البیہقی، مظہری)

یعنی کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے لئے اللہ سے دعائے مغفرت کرے اور یوں کہے کہ یا اللہ ہمارے اور اسکے گناہوں کو معاف فرما۔"

مسئلہ:۔ بچے اور مجنون اور کافر کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کی ایذاء بھی حرام ہے اور جو کافر حربی ہیں اگر چہ ان کی ایذاء حرام نہیں مگر اپنا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے پھر بھی غیبت مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ غیبت جیسے قول اور کلام سے ہوتی ہے ایسے ہی فعل یا اشارہ سے بھی ہوتی ہے جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا جس سے اس کی تحقیر ہو۔ (معارف القرآن ص: ۱۲۳ ج:۸)

غیبت کرنے والا کافر کب ہوجاتا ہے

مسئلہ:۔ اگر ایک آدمی کسی مسلمان کی غیبت کر رہا ہو اور اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو

اس کے جواب میں غیبت کرنے والا کہے کہ یہ غیبت نہیں ہے میں اس میں سچا ہوں چونکہ اس نے حرام کوحلال جانا اس لئے کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک (تنبیہ الغافلین ص: ۶۲)

اگرکسی کے روبرو اس کی بُرائی کی تو اس نے اس کا زندہ گوشت نوچ کر کھایا

غیبت کی تعریف سے یہ نہ سمجھا جائے کہ موجودگی کی حالت میں ایسی بات کہنا جائز ہوگی کیونکہ وہ غیبت نہیں، ہرگز نہیں کیونکہ وہ غیبت اگرچہ نہیں مگر بوجہ تکلیف دینے کے حرام ہے بلکہ اس کی تکلیف تو غیبت سے بھی زیادہ ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ شخص سامنے ہوتو اسکی آبرو ریزی اور توہین وتحقیر کی مثال ایسی ہے جیسے کسی زندہ انسان کا گوشت نوچ کر کھایا جائے پس معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی تذلیل درندگی کے مشابہ ہے البتہ غیبت کی صورت میں بزدلی کا پہلو غالب ہوتا ہے اور روبرو کی حالت میں بے حیائی اور خست کا غلبہ رہتا ہے۔ جن سے بچنا بہرحال لازمی ہے ارشاد باری ہے۔

یاایھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولانساء من نساء عسی ان یکن خیراً منھن ولاتلمزوا انفسکم ولاتنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئك ھم الظالمون.

'اے ایمان والوں تمسخر نہ کریں ایک لوگ دوسرے سے' شاید وہ بہتر ہوں ان سے' اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کے اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کو' برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان

کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے وہی ہیں بے انصاف''۔

مذکورہ آیتوں میں اشخاص وافراد کے باہمی حقوق وآداب معاشرت کا ذکر ہے ان میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

اول کسی مسلمان کے ساتھ تمسخر واستہزاء کرنا' دوم کسی پر طعنہ کرنا اور سوم کسی کو ایسے لقب سے ذکر کرنا جس سے اس کی توہین ہوتی ہو یا وہ اسے برا مانتا ہو۔ (معارف ص:۱۱۵ ج:۸)

غیبت سے دشمنی میں ترقی ہوتی ہے

(باہم اختلاف ہوجانے کی صورت میں) غیبت سے دوسرے تک بات پہنچتی ہے جس سے اس کے دل میں کبیدگی پیدا ہوئی، پھر وہ بھی اس کی غیبت کرتا ہے، اور پھر وہ بیچ والے کی بدولت پہلے شخص تک پہنچ جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس عدوات میں اور ترقی ہوجاتی ہے، تو غیبت عداوت (دشمنی) کا باپ بھی ہے اور بیٹا بھی، یعنی کبھی عداوت سے غیبت پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی غیبت سے عدوات ہوجاتی ہے، جس کا نسب ایسا بے ہودہ ہو اس کی بے ہودگی کے لئے یہی بات کافی ہے۔

پھر جب کوئی کسی کے در پے ہوجاتا ہے تو مشاہدہ ہے کہ دین کا خیال بالکل نہیں رہتا، اب نہ ایذاء (تکلیف پہنچانے) سے دریغ ہے، نہ جھوٹ اور فریب سے، ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ دشمن کو نقصان پہنچ جائے، چاہے اس کے ساتھ ہمارا بھی خاتمہ کیوں نہ ہوجائے، پھر اس کے لئے ہر ممکن تدبیر سوچی جاتی ہے، خواہ دین اور حیا اس کی اجازت دے یا نہ دے، کیونکہ آج کل شرافت تو رہی نہیں، اگر انسان میں دین بھی نہ ہو مگر شرافت ہو تو جب بھی بہت سے بے ہودہ کاموں سے بچا رہتا ہے،

اور جب نہ دین ہو نہ شرافت تو اب اس سے کسی کام سے رکنے کی امید نہیں، آجکل شرافتِ نسب گو باقی ہے مگر شرافتِ اخلاق نہیں رہی، اسی لئے دشمنی میں انسان کسی قسم کی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ (الانسداد للفساد، آداب انسانیت ص ۴۰۴)

غیبت اتفاق کی جڑ کاٹ دیتی ہے

غیبت کو عداوت پیدا کرنے اور اتفاق کی جڑ کاٹ دینے میں خاص دخل ہے، غیبت دین و دنیا سب ہی کے مفاسد کی جڑ ہے۔ (ذم المکروہات ملحقہ اصلاح اعمال ص:۳۹۰)

مصیبت زدہ کی مصیبت کو دیکھ خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ غمگین ہونا چاہئے

آج کل یہ حالت ہے کہ ذرا سے اختلاف میں عداوت اور نفرت ہوجاتی ہے بعض لوگ تو اپنے مخالف کے اس قدر درپے ہوتے ہیں کہ اس کو دنیاوی نقصان بھی پہنچانے کے درپے ہوجاتے ہیں، اور اگر اتفاق سے اسے کوئی دنیاوی نقصان پہنچ جائے تو اس کو اپنی کرامت اور اپنی بددعاء کا نتیجہ سمجھتے ہیں، یہ سچ ہے کہ اہل دل (بزرگوں) کو ستانا اچھا نہیں اس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں مگر یہ کسی کو کب جائز ہے کہ وہ اپنے کو ایسا سمجھے۔ اور مصیبت زدوں کی مصیبت کو دیکھ کر تو خوش ہونا ہی نہ چاہئے بلکہ غمگین ہونا چاہئے اور ان کے لئے دعاء کرنا چاہئے اور یہ حالت ہونی چاہئے کہ جیسے کسی کا لڑکا جوا کھیلتا ہے اور اس میں پکڑ گیا تو دیکھئے اس کے باپ کی کیا حالت ہوگی۔ اگرچہ اس خبر کو سن کر زبان سے کہہ دے گا کہ اچھا ہوا پکڑا گیا، لیکن دل کی یہ حالت ہوگی کہ بے قرار ہوجائے گا (رہائی کی) تدبیریں کرے گا دعائیں کرائے گا، اور جگہ جگہ کہتا نہ پھرے گا بلکہ اگر کوئی اس کے سامنے

یہ تذہ کرے گا تو اس کو نا گوار ہوگا،لوگ اگر عیادت کو آئیں گے تو ان کی عیادت لے گا ،تو صاحبو! کیا وجہ ہے کہ اپنے بیٹے پر کوئی مصیبت آجائے تو قلب کی یہ حالت ہوجائے اور کسی دوسرے مسلمان پر کوئی مصیبت آئے تو دل کو اثر بھی نہ ہو، میں اسی کی شکایت کرتا ہوں۔ (فضائل العلم والخشیۃ ملحقہ رحمت دو عالم ص ۲۸۹)

عورت بہت غیبت کرتی ہے

عورتیں غیبت بہت کرتی ہیں۔خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں اور اوروں سے بھی سنتی ہیں اور اس کی جستجو میں رہتی ہیں۔کوئی باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں فلانی مجھ کو کیا کہتی تھی؟ گویا منتظر ہی تھیں،آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی۔بس پھر تو پل باندھ لیا۔خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے۔ آپس میں عداوت قائم ہوجاتی ہے۔علاوہ اس کے غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے۔کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (اصلاح النساء)

غیبت کی سزا احدیث میں

غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کا ایسا تذکرہ کرنا کہ اگر اُس کے سامنے یہ ذکر کیا جائے تو اُسے وہ بُرا لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا:

’’مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ

النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ '(سنن ابی داود: الأدب / باب فی الغیبۃ۔)
میں (معراج) کے موقع پر ایسی قوم کے پاس سے گزرا کہ جن کے پیتل کے ناخن تھے جس سے وہ اپنے چہروں اور اپنے سینوں کے نوچ رہے تھے تو میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ تو جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی میں پڑے رہتے تھے۔ (یعنی غیبت کیا کرتے تھے۔

غیبت وہی کرتا ہے جس کے دل میں حسد ہوتا ہے

حاسد انسان جس کسی سے حسد کرتا ہے جگہ جگہ اس کی غیبت اور چغلی کرتا پھرتا ہے اور اس کے عیوب بیان کرتا ہے، حالانکہ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: {وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ} ترجمہ: (ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کیلئے بربادی ہے) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)
ترجمہ: (چغل خور انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا)۔
نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: (مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ) وفی روایۃ: (وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ) (بخاری (۱۳۱۲) باب ماجاء فی عذاب القبر من الغیبۃ والبول)
ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار دو قبروں کے قریب سے جب گذرے تو آپؐ نے فرمایا: (اس وقت یہ دونوں قبروں والے عذاب میں مبتلا ہیں، حالانکہ جس وجہ سے عذاب میں مبتلا ہیں وہ (بظاہر) کوئی خاص بہت بڑی وجہ نہیں ہے (۱) ان میں سے ایک شخص تو (اس لئے عذاب میں مبتلا ہے کہ) چغلیاں کیا کرتا تھا، جبکہ دوسرا شخص پیشاب سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا کرتا تھا)۔

ہمارے گھروں کا عام رواج ہے غیبت کرنا

ہمارے یہاں عام عادت ہے کہ جب دو چار بیٹھ جاتی ہیں تیری میری شروع کر دیتی ہیں...... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ اب آگے رمضان کے لمبے دن آرہے ہیں جو کاٹے نہیں کٹتے۔ اب اس میں دو چار بیٹھ گئیں اگر غیبت کی تو خدانخواستہ وہ تو روزہ ہی ختم اور کتنی نحوست ہے غیبت میں ''اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت کو تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا اور بدکاری سے بھی زیادہ سخت بتلایا ہے...... جبکہ ہمارے گھروں کا گویا ایک عام رواج بنا ہوا ہے۔ ہماری محفلوں کا ہماری مجلسوں کا...... جب بھی دو چار بیٹھیں گی، اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ (از: مولانا احمد لاٹ)

غیبت زنا سے بدتر گناہ ہے

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کے لئے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں، وہ سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے، چنانچہ فرمایا کہ:

الغیبۃ اشد من الزنا......

یعنی غیبت زنا سے زیادہ سنگین گناہ ہے۔ آپ ذرا یہ سوچیں کہ زنا اور بدکاری کے عمل کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہیں کرتا، ساری دنیا کے تمام مذاہب اس عمل کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں، اور بے حیائی سمجھتے ہیں، کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرتا اگر معاشرے میں کوئی شخص اس کے اندر مبتلا ہو تو سارے معاشرے میں اس کی تھو تھو ہو جائے کہ یہ شخص ایسا بدکار ہے، لیکن حدیث میں یہ فرمایا جا رہا ہے، کہ غیبت اس سے بھی زیادہ

سنگین گناہ ہے، کیوں؟ اس لئے کہ زنا کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے، اگر کبھی توبہ کی توفیق ہوگئی ، اور اس نے سچے دل سے توبہ کرلی، اور اپنے فعل پر نادم ہوا، شرمسار ہوا، رویا گڑگڑایا، اور یہ عہد کرلیا کہ آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا، تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ (اصلاحی خطبات)

لیکن غیبت کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یعنی غیبت کرنے والے نے بندے کا حق پامال کردیا، اور اس کی آبرو پر حملہ کیا ہے، اور کسی بھی مسلمان کی آبرو پر حملہ کرنا، اور اس کو بے آبرو کرنا، یہ اتنا زبردست گناہ ہے کہ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ شریف کا طواف کررہا تھا، طواف کرتے ہوئے آپ نے کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے بیت اللہ ! تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی عظیم ہے تیرا تقدس کتنا اونچا ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے، وہ ہے مسلمان کی جان، اس کا مال اور اس کی آبرو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی جان پر، یا اس کے مال پر یا اس کی آبرو پر حملہ کرتا ہے تو اس کا گناہ کعبہ پر حملہ کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

غیبت کرنا کعبہ کو گرانے سے بھی بڑا جرم ہے

ذرا تصور کریں کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کرے اس پر حملہ آور ہو، یا اس کو منہدم کرنے کی کوشش کرے ، اور اس کو شہید کرنے کی کوشش کرے تو سارا عالم

اسلام اس کے خلاف کھڑا ہو جائے گا، سارے عالم اسلام میں ایک غم وغصہ کی لہر دوڑ جائے گی، اور وہ اس بات کو کبھی برداشت نہیں کریں گے، لوگ اپنی جانیں دیدیں گے، لیکن کعبہ کی بے حرمتی برداشت نہیں کریں گے، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ بیشک کعبہ کی حرمت ایسی ہی ہے کہ آدمی اس کے لئے جان بھی دیدے لیکن ایک مسلمان کی جان مال وآبرو کی حرمت اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہم لوگ روزانہ مسلمانوں کی آبروؤں پر حملے کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم روزانہ کعبہ کو ڈھا رہے ہیں، اور پرواہ بھی نہیں کرتے، ہماری مجلسوں میں کتنے کعبے ہیں، جو اس طرح ڈھائے جا رہے ہیں، مسلمانوں کی جانوں پر، ان کے مال پر اور ان کی آبرو پر حملے ہو رہے ہیں۔ جان پر حملہ یہ بھی ہے کہ کسی کو قتل کر دے، جان پر حملہ یہ بھی ہے کہ کسی کو تکلیف پہنچا دے، مال پر حملہ یہ بھی ہے کہ اس سے ناحق طریقے سے مال وصول کرے، اس سے رشوت لے، یا اس کو دھوکہ دے کر مال وصول کر لے، یہ سب مال پر حملہ میں داخل ہے۔ (از: علامہ تقی عثمانی)

غیبت کا گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوگا

اور آبرو پر حملہ کرنے میں غیبت بہتان دل آزاری، گالی گلوچ یہ سب داخل ہیں، لہٰذا یہ اتنا بڑا گناہ ہے اور چونکہ حقوق العباد سے اس کا تعلق ہے اور حقوق اللہ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرم سے صرف توبہ سے بھی معاف فرما دیتے ہیں، لیکن اگر کسی بندے کا حق پامال ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تک اس بندے

کا حق ادا نہیں ہوگا، یا جب تک وہ معاف نہیں کرے گا اس وقت تک میں بھی معاف نہیں کروں گا۔ اب بتایئے ! جن جن کی ہم غیبت کرتے ہیں رہتے ہیں ان کی معافی کا کیا طریقہ ہے؟ فرض کریں کہ ندامت بھی ہوئی توبہ کی توفیق بھی ہوئی، اور توبہ بھی کر لی لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میرے جن بندوں کے حقوق پامال کئے ہیں، ان سے معافی مانگ لو۔ اب تم کہاں ان کو تلاش کرو گے؟ اور کس طرح ان سے معافی مانگو گے؟ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت کا گناہ زنا سے بھی زیادہ سنگین ہے، اس لئے کہ زنا کی معافی توبہ کرنے کے بعد آسان ہے، لیکن غیبت کی معافی آسان نہیں، اتنا سنگین گناہ ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس سنگینی کے باوجود اس کو شیر مادر کی طرح حلال سمجھا ہوا ہے، مجلسیں غیبتوں سے بھری ہوئی ہیں، اس کی قباحت دلوں سے جاتی رہی ہے، غیبت کرتے وقت یہ خیال ہی نہیں آتا کہ ہم کوئی گناہ کر رہے ہیں۔

بہر حال! یہ بہت ہی اہم ہدایت ہے، جو قرآن کریم نے ہمیں اس آیت میں دی ہے، ہم سب کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے، صبح سے لے کر شام تک کی زندگی پر نظر دوڑانی چاہئے کہ ہم کہاں کہاں کس کس کی غیبت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے غیبت کے گناہ سے معافی کا ایک راستہ یہ بھی رکھا ہے کہ اگر آپ کی غیبت کرنے کی خبر اس شخص کو پہنچ گئی ہے جس کی آپ نے غیبت کی ہے تب تو اسی سے معافی مانگنا ضروری ہے لیکن اگر ابھی تک اس کو خبر نہیں پہنچی تو امید ہے کہ تنہا توبہ کرنے سے بھی وہ گناہ معاف ہو جائے گا، اس لئے کہ جب اس کو تمہاری غیبت کی خبر پہنچی تو اس سے اس کو جو رنج ہوا جو

صدمہ ہوا، اس کا جو دل دکھا تو اس کی وجہ سے اسی سے معافی مانگنا ضروری ہے، لیکن اگر اس کو خبر نہیں پہنچی تو ابھی تک یہ معاملہ اس کی دل شکنی تک نہیں پہنچا، تو امید یہ ہے کہ اگر صرف توبہ کرلو گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ (از: علامہ تقی عثمانی)

لہٰذا جس طرح زبان سے غیبت کرنا کسی کی برائی ایسے انداز سے بیان کرنا جس سے اس کو ناگواری ہو، حرام ہے، اسی طرح کسی بھی ایسے عمل سے اس کی برائی بیان کرنا جس سے اس کی تحقیر اور تذلیل ہو، یا نقل اتارنا، اور اشاروں میں اس کی تحقیر کی جائے، یہ سب غیبت میں داخل ہے اور حرام ہے اور اتنا شدید حرام ہے کہ قرآن کریم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، ایک تو انسان کا گوشت اور انسان بھی مردہ اور مردہ بھی اپنا بھائی جس طرح اس کا گوشت کھانا جتنا گھناؤنا کام ہے، کسی کی غیبت کرنا بھی اتنا ہی گھناؤنا کام ہے، اور یہ غیبت کا گناہ ہمارے معاشرے میں اس طرح سرایت کر گیا ہے کہ اس کو شیر مادر سمجھ لیا گیا ہے، شاید ہی کوئی مجلس اس سے خالی ہوتی ہو، جس میں کسی غیبت نہ ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کی سنگینی کا احساس ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے، آمین۔ (از: مفتی شفیع)

دوسری بات جو یاد رکھنے کی ہے، وہ یہ کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کے اندر کوئی برائی پائی جاتی ہے، اور اندیشہ اس بات کا ہے کہ اس برائی کی وجہ

سے دوسرے شخص کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مثلاً ایک آدمی دھوکہ باز ہے، لوگوں سے سودے کرتا ہے، معاملات کرتا ہے، اور اس میں ان کو دھوکے دیتا ہے، اب اگر یہ دھوکہ باز کسی کے پاس معاملہ کرنے کے لئے پہنچا، آپ نے دوسرے شخص کو بتادیا کہ ذرا اس سے ہوشیار رہنا، یہ دھوکہ باز ہے، اس کے معاملات اچھے نہیں ہیں، یہ بہت سے لوگوں کو دھوکہ دے چکا ہے، اب دوسرے کو نقصان سے بچانے کے لئے اس کی برائی کی جائے تو یہ غیبت نہیں، اور اس میں غیبت کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بلکہ دوسرے آدمی کی خیر خواہی کا ثواب ملے گا کہ آپ نے ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی اور اس کو نقصان سے بچالیا۔

اسی طرح ایک آدمی کسی دوسرے کے گھر میں ڈاکہ ڈالنے کا پروگرام بنارہا ہے، اور آپ کو پتہ چل گیا، تو اگر آپ متعلقہ شخص کو بتادیں کہ ذرا ہوشیار رہنا فلاں آدمی تمہارے گھر میں ڈاکہ ڈالنے کا پروگرام بنارہا ہے، اب یہ بیان کرنا بظاہر تو برائی ہے اور اس ڈاکہ ڈالنے والے کو تمہارا یہ بتانا ناگوار بھی گذرے گا کہ اس نے میرا پروگرام بتادیا، لیکن شریعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اگر آپ دوسرے کو نہیں بتائیں گے تو دوسرا مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوجائے گا، اس کو پریشانی سے بچانے کے لئے اگر آپ اس کی برائی بیان کریں تو یہ شرعاً جائز ہے، بلکہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ضرور اس کو اطلاع کریں۔ (از مفتی شفیع)

قرآن کریم میں غیبت کی شناعت

آج ہمارا معاشرہ اس گناہ سے بھرا ہوا ہے، شاید ہی کوئی مجلس خالی ہوتی ہو، جس میں کسی کی غیبت نہ ہوتی ہو، اور صبح سے لے کر شام تک، ہماری نشست و برخاست

ہمارا اٹھنا بیٹھنا، ہماری گفتگو غیبت سے بھری ہوئی ہے۔اور یہ گناہ اتنا شدید ہے کہ اس آیت کے اگلے حصے میں جو الفاظ غیبت کے بارے میں استعمال فرمائے، وہ کسی اور گناہ کے بارے میں استعمال نہیں فرمائے ،فرمایا کہ:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتاً فَکَرِھْتُمُوْہُ

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اگر کوئی تم کو ایسا گوشت کھانے کو کہے تو تم کو نا گوار ہوگا، اور تمہیں نفرت ہوگی۔یعنی ایک تو انسان کا گوشت، یہ خود قابل نفرت چیز تھی ،اور انسان بھی مردہ اور مردہ بھی اپنا بھائی، تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا کتنی قابل نفرت چیز ہے، کتنی گھناؤنی بات ہے، فرمایا کہ غیبت کرنا بھی ایسا ہی ہے، کیونکہ وہ آدمی جس کی تم غیبت کر رہے ہو، وہ اس وقت مجلس میں موجود نہیں ہے، وہ ایسا ہی ہے جیسا تمہارا مردہ بھائی ہے، اور اس وقت موجود نہیں ہے، اور یہ جو تم اس کی برائی کر رہے ہو، تو یہ تم اس کا گوشت کھا رہے ہو، قرآن کریم نے غیبت کی اتنی زبردست وعید بیان فرمائی ہے۔

قلم اور اخبار کے ذریعہ غیبت کرنا تو اور بڑا گناہ ہے

خوب یاد رکھئے جو حکم زبان کا ہے وہی قلم کا ہے، زبان سے جھوٹ بولنا غیبت کرنا جس طرح جائز نہیں، قلم سے بھی جائز نہیں، ایسے ہی قلم سے فضول مضامین لکھنے کا اثر ہے، موٹی سی بات ہے کہ جیسے زبان قلب کا ترجمان ہے ایسے ہی قلم بھی

ہے، جو بات زبان سے منع ہوگی، قلم سے کیوں نہ منع ہوگی، بلکہ قلم کا گناہ زبان سے زیادہ سخت ہونا چاہئے، کیوں کہ زبان کی باتوں کو ثبات اور بقاء نہیں۔

زبان کی باتوں کا اثر تھوڑی دور تک پہنچتا ہے یعنی صرف وہاں تک جہاں تک وہ آواز پہنچے، اگر کسی نے زبان سے غیبت کی تو سننے والے صرف دو چار ہوں گے، غیبت کرنے والا اتنے ہی مجمع کے گنہگار ہونے کا سبب بنا اور اس شخص کی آبروریزی صرف اتنے ہی مجمع میں ہوئی، بخلاف قلم کے کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک پہنچتی ہے جتنے آدمی اس برائی میں شریک ہوں گے ان سب کا سبب یہی شخص ہوگا، ہزاروں شخص کے سامنے اس کی آبروریزی ہوگی، تنہائی میں کسی کے جوتہ مارنا اور اثر رکھتا ہے اور ہزار دو ہزار کے مجمع میں مارنا اور، اہل قلم اور (اہل اخبار) اپنے آپ کو مرفوع القلم سمجھتے ہیں جیسے آج کل شاعروں نے سمجھ رکھا ہے کہ شعر میں سب کچھ جائز ہے یہ خیال بھی بالکل غلط ہے۔

غیبت کی یہ بھی ناجائز صورتیں ہیں

غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا کہ اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج ہو گو وہ سچی بات ہو ورنہ بہتان ہے، غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس سے بہت کم تاذی (تکلیف) ہو وہ صغیرہ ہوسکتا ہے جیسے کسی کے مکان یا سواری کی مذمت کرنا۔

اور جو سامع (سننے والا) دفع (منع) کرنے پر قادر ہو اس کا سننا بھی تکلم (یعنی غیبت کرنے) کے حکم میں ہے۔

صبی (بچہ) مجنون اور کافر ذمی کی بھی غیبت حرام ہے کیونکہ اس کی ایذا حرام ہے، اور کافر حربی مباح الایذاء کی غیبت بعلت تضیع وقت کے مکروہ ہے۔

غیبت کبھی فعل سے ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اس کی حقارت ہو۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ یہ بھی غیبت ہے کہ کسی کے مکان میں یا گھوڑے میں یا اولاد میں یا کسی اور چیز میں یا اس کے متعلقات میں سے کسی چیز میں عیب نکالا جائے، یہ ایسی باتیں ہیں کہ آج کل محتاط لوگ بھی اس کا کم خیال رکھتے ہیں اور جہاں مجمع ہوتا ہے وہاں کا تو ذکر ہی کیا میرا تجربہ یہ ہے کہ (جہاں چند لوگ بیٹھے اور کسی کا ذکر شروع ہوا ضرور کسی نہ کسی کی برائی اس تذکرہ میں آجاتی ہے) علاج اس کا یہی ہے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے جب لوگوں سے میل ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ ان مفاسد کا دخل ہو ہی جاتا ہے۔ میں تحقیق سے کہتا ہوں کہ ان (معاصی) کا بڑا سبب بیکار بیٹھنا ہے اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ چوپالوں اور بیٹھکوں میں جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اس کا نام تفریح طبع اور دل بہلانا رکھا ہے وہاں کوئی دنیا کا کام تو ہوتا نہیں اور نہ دین کا کام ہوتا ہے سوائے ہنسی مذاق اور ان مشغلوں کے جن کو میں بیان کر چکا ہوں۔ وہاں اور کوئی مشغلہ تو ہے نہیں غیبت وغیرہ کی عادت پہلے سے پڑی ہوتی ہے وہاں بیٹھ کر کم از کم یہی ہوتا ہے کہ زائد از کار (فضول) باتیں ہوتی ہیں کہ آم فلاں باغ کے اچھے ہوتے ہیں، اب کی بارش اچھی ہو رہی ہے،

باغوں میں لطف آرہا ہے، کھیل کود کا موسم ہے وغیرہ وغیرہ، یادرکھئے فضول باتیں بھی فی نفسہٖ بری اور منکرات اللسان میں داخل ہیں۔ فضول باتیں ایسی ہیں جیسے گولی لگ گئی، زبان اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے اس واسطے قدر نہیں اس کی قدر جب ہی سمجھ میں آئے گی جب یہ ہاتھ سے نکل جائے گی پھر چاہیں گے ایک دفعہ موقع مل جائے کہ ایک دو بار اللہ کہہ لیں (لیکن اختیار میں نہ ہوگا) (دعوات عبدیت ص ۹۷ ج ۱۲)

غیبت کی ایک شاخ چغلی بھی ہے

ایک شاخ غیبت کی چغلی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی شکایت آمیز بات دوسرے کو پہنچائی جائے غیبت تو مطلق کسی عیب کے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور چغلی وہ غیبت ہے جس میں شکایت بھی ملی ہوئی ہو اس کے سننے سے سننے والے کو ضرور غصہ آتا ہے اور وہ دس گنا بدلہ لینے کو تیار ہو جاتا ہے، دونوں میں لڑائی ہو جاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو چغلی بھی اکثر بے بنیاد ہوتی ہے، سننے والوں سے تعجب کرتا ہوں کہ وہ اس پر کیسے عمل کر لیتے ہیں جس شخص کی چغلی کھانے کی عادت ہے وہ ایک ہی جانب کی چغلی نہیں کھائے گا بلکہ تمہاری بات بھی اس کے سامنے لگائے گا، اگر اس چغلی کو سچ سمجھا ہے تو اپنے اس عیب کو سچ سمجھنا چاہئے، یہ کوئی نہیں کرتا دوسرے کی شکایت کو تو سمجھ لیتے ہیں کہ ضرور کچھ اصل ہوگی جب تو ہم سے کہا تو اسی طرح اپنی بات کو بھی سمجھو کہ کچھ تو اصل ہوگی جب تو دوسرے تک پہنچی، غرض چغلی کھانا اور اس کی بات پر یقین کر لینا دونوں بے عقلی کی بات ہیں اس مرض سے بہت بچنا چاہئے۔ (دعوات عبدیت ص ۶۱ ج ۱۷)

چغلخور کا علاج

چغلخور کا سیدھا علاج یہ ہے کہ اول تو منع کردے کہ ہم سے کسی کی بات مت کہا کرو ،اور جو وہ نہ مانے تو چغلخوری کے ساتھ چغلخور کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص سے مواجہہ (یعنی سامنا) کرادے جس کی چغلی کھائی ہے، غالباً یا تو یہ چغلخور جھوٹا نکلے گا اور پھر کبھی چغلی نہ کھائے گا ، اور اگر سچا نکلا تو وہ شخص شرمندہ ہوکر معذرت کرے گا ، اور اس طریقہ سے باہم صلح وصفائی ہوجائے گی ، اور جن دو شخصوں میں منھ در منھ صفائی کی باتیں ہوجاتی ہیں پھر چغلی کھانے کی ہمت ذرا کسی کو کم ہوتی ہے۔(فروع الایمان ملحقہ اصلاحی نصاب ص ۴۷۳)

خودکی پاکی اور دوسروں کی بُرائی کرنے کا عجیب وغریب انداز ذرا دیکھئے

(آج ہم کو) اپنا عیب تو نظر نہیں آتا اور دوسروں کی عیب جوئی میں لگے ہوئے ہیں، بلکہ دوسروں کی خیر بھی خیر نظر نہیں آتی ، اور جو ہم میں مقدس کہلاتے ہیں وہ بھی عُجب وریا میں مبتلا ہیں ، اور عجیب پیرایہ میں اس کا اظہار ہوتا ہے، چنانچہ جب طاعون یا کوئی بیماری پھیلتی ہے تو کہتے ہیں کہ میاں طاعون کیوں نہ ہو، لوگوں کے اعمال تو دیکھئے کیا ہیں ، فلاں شراب پیتا ہے، فلاں زنا میں مبتلا ہے، اور جو ذرا اور زیادہ محتاط ہیں اور نام نہیں لیتے وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ہم لوگ ایسے ایسے اعمال میں مبتلا ہیں لیکن مراد اس سے دوسرے ہی ہوتے ہیں، یہ کبھی کسی کو کہتے سنا نہیں ہوگا کہ میرے اعمال خراب ہیں، میں نماز میں جی نہیں لگاتا ، یا فلاں عیب میرے اندر ہے اس کے سبب سے یہ تباہی

آ رہی ہے، جب تعجب ہوتا ہے ہمیشہ دوسروں کے اعمال سے ہوتا ہے، غرض ان کے سامنے دو فہرستیں رہتی ہیں، اپنے تو نیک اعمال کی اور دوسروں کی بداعمالیوں کی، اپنے نفس کا تبریہ اور تنزیہ (یعنی اپنی براءت اور صفائی) ان کا ہر وقت مشغلہ ہے حالانکہ جو بڑے بڑے اولیاء کرام گذرے ہیں ان کی نظر ہمیشہ اپنے عیوب پر رہی ہے، اور اولیاء تو علیحدہ انبیاء علیہم السلام بھی معصوم ہونے کے باوجود اپنے نفوس کا تبریہ (یعنی اپنے نفس کی براءت اور صفائی) نہیں فرماتے، دیکھئے یوسف علیہ السلام کیا فرماتے ہیں ''وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡٓءِ '' جن کی نزاہت (وبراءت) کی خود حق تعالیٰ گواہی دے رہے ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔'' كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ '' اے حضرت! جب یوسف علیہ السلام اس تقدس وبراءت کے باوجود دعویٰ نہ کریں تو ہم بیچارے کس شمار میں ہیں مگر ہم میں یہ مرض موجود ہے کہ دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے نفس کی خبر نہیں''۔

صاحبو! کاہے پر ناز ہے یاد رکھو! حق تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ جن کو تم حقیر سمجھتے ہو ان کو تمہاری جگہ کر دیں اور تم کو ان کی جگہ تو حضرت! یہ انا خیر من فلان کہ میں فلاں سے اچھا ہوں) کا وہ عیب ہے کہ شیطان نے ایک مرتبہ کہا تھا انا خیر منہ، (کہ میں آدم سے بہتر ہوں) دیکھ لو کیا نتیجہ ہوا، تمام عمر کے لئے ملعون ہو گیا، اور جس کا رات دن یہی شغل ہو ''انا خیر من زید انا خیر من عمرو'' (میں زید سے اچھا ہوں میں عمرو سے اچھا ہوں) اس کے لئے کیا ہونا چاہئے، بزرگان دین کی یہ حالت تھی کہ جیسے ہم قحط

اور وبا اور طاعون کے اسباب دوسروں کے گناہ تجویز کرتے ہیں وہ حضرات اپنے گناہ کو اس کا سبب سمجھتے ہیں۔ (عمل الذرۃ ملحقہ آداب انسانیت ص ۵۱۴)

دوسروں کے عیوب پر نظر کرنا اور اپنے عیوب سے بے خبر رہنا ہماری عادت ہوگئی ہے

جو فہیم اور دیندار ہیں وہ بھی دوسروں کے گناہوں کو شمار کرتے ہیں دوسروں کے عیوب پر ہم لوگوں کی نظر ہوتی ہے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ اپنے اعمال کو عذاب کا سبب بتلایا ہو حالانکہ زیادہ ضرورت اسی کی ہے۔

رات دن ہمارا سبق ہے کہ ہم ایسے اور ہم ویسے اور دوسرا ایسا اور ایسا، امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ اے عزیز! تیری ایسی مثال ہے کہ تیرے بدن پر سانپ بچھو لپٹ رہے ہیں اور ایک دوسرے شخص پر مکھی بیٹھی ہے تو اس کو مکھی بیٹھنے پر ملامت کررہا ہے، لیکن اپنے سانپ بچھو کی خبر نہیں لیتا۔

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اپنی آنکھ میں شہتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے کا تذکرہ کررہے ہیں، حالانکہ اول تو یہ دونوں مستقل عیب ہیں کیونکہ اپنے عیبوں کا نہ دیکھنا یہ بھی گناہ ہے، اور دوسرے کے عیوب کو بے ضرورت دیکھنا یہ بھی گناہ ہے، اور بے ضرورت کے یہ معنی ہیں کہ اس میں کوئی شرعی ضرورت نہ ہو، ایسے افعال جو شرعاً ضروری اور مفید نہ ہوں عبث اور لایعنی کہلاتے ہیں حدیث پاک میں ان کے ترک کا امر ہے۔ (وعظ نسیان النفس ملحقہ دعوات عبدیت ص۹۸ ج۲)

ہم لوگوں کی مجالس میں رات دن تمام مخلوق کی غیبتیں شکایتیں ہوتی ہیں، کیا ان سے سوائے بدنام کرنے کے اور کچھ مقصود ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں، یہ لوگ ایک تو غیبت کے گناہ میں مبتلا ہوئے دوسرے ایک لایعنی فعل کے مرتکب ہوئے۔

عیب جوئی اور گوئی سے اگر یہ مقصود ہے کہ اس شخص سے یہ عیب جاتا رہے (اور اس کی اصلاح ہو) تو کیا وجہ ہے کہ کبھی اس کے آثار کیوں نہیں پائے گئے، کیا کبھی کسی شخص نے صاحب عیب کو خطاب کر کے نہایت شفقت کے ساتھ اس کے عیوب پر مطلع کیا ہے؟ اور اگر نہیں کیا تو کیا محض چار آدمیوں میں کسی کے عیب کا تذکرہ کر دینا اصلاح کہلائے گا؟ ہرگز نہیں۔

حضرت رابعہ بصریہؒ شیطان کو بھی برا نہ کہتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ جتنی دیر اس فضول کام میں صرف کی جائے اتنی دیر تک اگر محبوب کے ذکر میں مشغول رہیں تو کس قدر فائدہ ہے۔ (دعوات عبدیت ص ۱۲ ج ۱۲)

اپنی اصلاح کئے بغیر دوسرے کی اصلاح کرنا بڑا عیب ہے

اب میں ایک اور مشغلہ کا بیان کرتا ہوں جو شعبہ اسی عیب گوئی وعیب جوئی کا ہے اور جس میں بہت سے پڑھے لکھے (دیندار) آدمی بھی پڑے ہوئے ہیں اور اس کے مفاسد پر تو نظر کیسی اس کو اچھا کام سمجھے ہوئے ہیں، وہ یہ ہے کہ اپنی فکر چھوڑ کر دوسروں کی اصلاح کے درپے ہوتے ہیں، ظاہراً یہ ایک عمل صالح معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں ایک شیطانی دھوکہ ہے اس وقت میں اپنا مخاطب ان لوگوں کو بناتا ہوں جو اس کے اہل نہیں ہیں،

اصلاح فی نفسہٖ عمل صالح اور مامور بہ ہے لیکن ہر شخص کے لئے نہیں، اس کام کو وہ انجام دے جو پہلے اپنی اصلاح پر قدرت رکھتا ہو۔

درحقیقت یہ اصلاح نہیں عیب جوئی ہے جس کا بیان یہ ہے، کہ بعض لوگ غیبت اور عیب جوئی وغیرہ سے احتراز کرنا چاہتے ہیں اور شیطان ان کو بہت ترکیبوں سے اس میں مبتلا کرنا چاہتا ہے جب کوئی داؤ نہیں چلتا تو یہ سمجھاتا ہے کہ دوسرے کی اصلاح کرو اس دام میں آکر دوسروں کے عیوب پر نظر ڈالنے کی عادت ہوجاتی ہے، اور دل میں یہ اطمینان ہوتا ہے کہ ہم عیب جوئی تھوڑا ہی کرتے ہیں بلکہ اس کی اصلاح کے درپے ہیں، جہاں کہیں بیٹھتے ہیں ان عیبوں کو ذکر کرتے ہیں اور اچھی طرح غیبت کرلیتے ہیں ہاں آخر میں دل کو تسلی دینے کیلئے اور اپنی برأت قائم رکھنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ بھائی خدا اس کے حال پر رحم کرے یہ عیب اس میں ہیں ان کو دیکھ کر بڑا دل دکھتا ہے، بطور غیبت کے نہیں کہتے بلکہ ہم کو ان سے تعلق ہے یہ برائیاں دیکھ کر ہم کو رحم آتا ہے خدا کرے یہ برائیاں کسی طرح چھوٹ جائیں، سبحان اللہ! بڑے خیر خواہ ہیں سر سے پیر تک تو اس کا گوشت کھالیا مجمعوں میں اس کو ذلیل کردیا، اور ایک کلمہ سے بری ہوگئے؟ صاحبو! یہ سب نفس کی چالیں ہیں اس سے آپ کو دو نقصان پہنچتے ہیں ایک اپنی اصلاح سے رہ جانا دوسرے غیبت وغیرہ معاصی میں پڑنا۔

عیب گوئی اور جوئی کا مرض ہم میں نہایت عام ہے اور جن کو خدا تعالیٰ نے

چار پیسے دیئے ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ اس میں مبتلا ہیں کیونکہ معاش کی طرف سے فراغ ہو جانے کی وجہ سے کوئی کام تو رہا نہیں اور جو اصلی کام تھا ذکر اللہ اس کو کرتے نہیں اس لئے دن رات چوبیس گھنٹے پورے ہونے (اور وقت کاٹنے) کی اس کے سوا کوئی ترکیب نہیں کہ چند ایسے ہی لوگوں کا مجمع ہو اور اس میں دنیا بھر کے خرافات ہانکے جائیں۔

بلکہ بعض دیندار بھی جن کو کچھ فراغت ہے اس میں مبتلا ہیں بلکہ عوام سے زیادہ مبتلا ہیں کیونکہ وہ لوگ تو بسا اوقات شطرنج وغیرہ میں مشغول ہو کر اس سے چھوٹ بھی جاتے ہیں اور دیندار لوگ اس کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اس لئے ان کو سوائے مجلس آرائی وعیب گوئی کے اکثر اور کوئی مشغلہ ہی نہیں ملتا۔ (دعوات عبدیت نسیان النفس ص ۹۸ ج ۲)

عمومی مرض غیبت

یہ گناہ نہایت ہی شدید ہے ''اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' اور پھر غیبت بھی دو قسم کے لوگوں کی ہوتی ہے ایک تو برے کو برا کہنا اور ایک اچھے کو برا کہنا، عوام الناس اگر غیبت میں مبتلا ہیں تو وہ اکثر ایسے لوگوں کو برا کہتے ہیں جو کہ واقع میں بھی برے ہیں۔

اور ہم لوگ ایسے لوگوں کو برا کہتے ہیں جو کہ نہایت صالح متقی عالم فاضل ہیں اکثر طالب علموں کی زبان سے سنا ہوگا کہ فلاں شخص کو آتا ہی کیا ہے، فلاں میں یہ عیب ہے اگرچہ ان فضلاء میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ فضول سے مشتق ہیں اور ان کی غیبت (بعض حالات میں) جائز بھی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو خلق اللہ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن

بہتر یہ ہے کہ ان کی غیبت سے بھی بچا جائے کیونکہ جب غیبت کی عادت ہوجاتی ہے تو پھر اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی اور حفظ حدود نہیں ہوسکتا۔ یہ حالت ہوتی ہے کہ جس کی طرف سے ذرا بھی کدورت ہوئی فوراً اسکا تذکرہ برائی کے ساتھ شروع کردیا۔

غیر مقتدا کو تو غیبت کرنے کی کم نوبت آتی ہے اور یہ (علماء وفضلاء اور مصلح قوم مرجع الخلائق ہوتے ہیں اس لئے ان کو غیبت سننے کی نوبت بہت آتی ہے، سیکڑوں آدمی ان کے پاس آتے ہیں اور ہر شخص ان کے پاس یہی تحفہ لے کر آتا ہے، اور یہ اس تحفہ کو قبول کرتے ہیں، ہاں جو عاقل ہوتے ہیں وہ ایسے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں، حضرت حاجی صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو یوں کہتا تھا، حضرت نے فرمایا کہ اس نے تو پسِ پشت کہا لیکن تم اس سے زیادہ بے حیا ہو کہ میرے منہ پر کہتے ہو۔ (دعوات عبدیت العمل للعلماء ص ۲۶)

غیبت کرنے والی عورتوں کو تنّور کی آگ میں جلتا ہوا دیکھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ تنور میں جل رہی ہیں کہ جب تنور کی آگ کی لپٹ اوپر کو اٹھتی ہے تو وہ عورتیں بھی اوپر آجاتی ہیں اور جب وہ لپٹ اندر جاتی ہے تو عورتیں بھی اس کے ساتھ ساتھ اندر چلی جاتی ہیں، صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا اس طرح آگ میں جلنے کا سبب کیا ہے؟ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں ایک دوسرے کی بہت زیادہ غیبت کرتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عذاب دیا ہے اوراس میں مرد بھی برابر کے شریک ہیں، یہ کہنا چاہئے کہ کسی کی برائی مت کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اچھائی تلاش کرو، برائی تلاش مت کروتا کہ تم میں ایک دوسرے سے محبت ہو، قرآن کریم میں فرمایا گیاوَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ کہ ہراس آدمی کے لئے تباہی اور بربادی ہے جوغیبت کرنے والا ہےاور جوچغل خوری کرنے والا ہے۔

غیبت وبدظنی قرآن پاک نے سختی سے منع کیا ہے

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا یَغۡتَبۡ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضاً اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتاً فَکَرِھۡتُمُوۡہُ وَاتَّقُوا اللہَ اِنَّ اللہَ تَوَّابٌ رَحِیۡمٌ (سورۂ حجرات)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کے عیب کا سراغ مت لگاؤ اور کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرو (آگے غیبت کی مذمت ہے) کیاتم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اوراللہ پاک سے ڈرو بیشک اللہ پاک توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور پیار کرنے والے ہیں۔

فائدہ: ان مبارک آیات میں بدظنی اور بدگمانی سے روکا گیا ہے یہ فرما کر کہ بلا دلیل بد ظنی بھی گناہ ہے، آدمی اس کی بنیاد پر محل تعمیر کرلیتا ہے اور بڑے بڑے فسادات اور

ہنگامے رونما ہوجاتے ہیں، حالانکہ وہ چیز غلط ثابت ہوتی ہے، ایسے ہی دوسروں کے عیوب کی تلاشی مذموم امر ہے، اس سے بھی فتنہ پیدا ہوتا ہے، عیوب سے کون خالی ہے سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کہ وہ بالکل پاک وصاف ہے جملہ نقائص وخرابیوں سے ''تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً سبوحٌ وقدوسٌ ربنا ورب الملائکۃ والروح'' اس کے بعد غیبت کی مذمت ہے، آج ہمارے معاشرہ کی تباہی وبربادی میں اس مرض کو بہت دخل ہے ہماری مجالس کا لطف اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے اور نہ کسی کا تقرب اس کے بغیر حاصل ہوتا ہے العیاذ باللہ!، حالانکہ یہ سب امور بالکل خلافِ قرآن وسنت ہیں، یہاں ارشاد ہوا ہے کہ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ کر کھائے، کیا اس کو کوئی انسان پسند کریگا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے زیادہ شنیع حرکت ہے (فوائدِ عثمانیہ)

اہل مجلس کو غیبت سے بچانے کا باریک طریقہ

حضرت ابا جان رحمہ اللہ خود تو غیبت سے بہت دور تھے ہی، اہل مجلس کو بھی عجیب انداز میں غیبت سے بچا لیتے تھے مثلاً مجلس میں اگر کسی نے کسی کی غیبت شروع کی تو اس کی بات کا رُخ دوسری طرف اس انداز میں پھیر دیتے تھے عام لوگوں کو پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ حضرت رحمہ اللہ نے کتنا بڑا کام سرانجام دیدیا، اہل تقوی ہی اس باریک تدبیر کو محسوس کرتے تھے۔ (یادگار صالحین)

میری غیبت کرنے والا دراصل مجھے اپنی نیکیاں دے رہا ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث بھی

تھے، فقیہ بھی تھے، صوفی اور بزرگ بھی، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک آدمی ان کی غیبت کرتا تھا اور جب ان کو پتہ چلتا تھا کہ فلاں آدمی نے ایسا کہا، ویسا کہا، جب بھی خبر پہنچتی، تو کوئی تحفہ بھیج دیا کرتے تھے، یہاں خبر پہنچی کہ اس نے آپ کو گالی دے دی یا آپ کی شان میں گستاخی کردی، تو انہوں نے فوراً کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیج دیا، چند دن کے بعد اس کا منھ بند ہوگیا؛ اس لیے کہ اب یہاں سے تحفے برابر جاری ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تَهَادُوْا تَحَابُّوْا کہ ہدیہ دیا لیا کرو محبت بڑھے گی۔ (مسند أبو یعلی: ٦١٤٨، سنن بیهقي: ١٢٢٩٧، الأدب المفرد: ٥٩٤)

اب یہاں سے ہدایا جاتے رہے محبت پیدا ہوگئی اور اس نے غیبت کرنی چھوڑ دی ؛ بل کہ اب آپ کی تعریف بھی کرنے لگا۔ جب غیبت چھوڑ دی، تو یہاں سے ہدیہ جانا بھی بند ہوگیا۔ کسی نے کہا کہ حضرت! وہ آدمی آپ کو گالی دیتا تھا، گستاخی کرتا تھا اور بُرا بھلا کہتا تھا اور آپ اسے ہدایا بھیجتے تھے اور اب وہ آدمی آپ کی تعریف کرنے لگا ہے، تو آپ نے ہدیہ بھیجنا چھوڑ دیا؟ انہوں نے کہا کہ بھائی! بات اصل میں یہ ہے کہ جب وہ شخص میری غیبت کرتا تھا، تو میرے اعمال نامے میں نیکیوں کا اضافہ کرتا تھا، اس کی نیکیاں میرے اعمال نامے میں آجاتی تھیں، اتنا بڑا کام وہ کرتا تھا، تو میں بھی اس کو ہدیہ دیا کرتا تھا، اب اس نے میری غیبت کرنی چھوڑ دی، تو مجھے نیکیاں آنی بھی بند ہوگئیں؛ اس لیے میں نے بھی ہدیہ دینا چھوڑ دیا۔

اللہ اکبر! یہ کیسے اخلاق ہیں؟ اندازہ کرو! یہ عظیم خلق ہے کہ اپنے حق کو آدمی چھوڑ دے؛ لیکن دوسرے کے حق کو برابر ادا کرتا رہے؛ اس کے اندر کوئی کمی یا کوتا

ہی آنے نہ دے، بیوی سے پریشانی ہوجائے وہی کام کرے، دوست سے تکلیف ہوجائے وہی کام کرے، رشتہ داروں سے کوئی بات پیش آجائے وہی کام کرے، دوسروں کا حق معاف کردے۔ ہمیں یوں کہنا چاہیے کہ آپ مجھے سلام نہیں کرتے کوئی مضائقہ نہیں، میں ہی سلام کرتا ہوں، آپ مجھے کیر (CARE) نہیں کرتے، تو ٹھیک ہے، میں آپ کا پوری طرح خیال رکھتا ہوں۔ ہم اگر یہ روش پیدا کرلیں، تو یہ بہت اونچے درجے کا وصف ہے۔

جب تمہارے سامنے کسی کی غیبت ہوتو اس کو ضرور رد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا

اور غیبت کے بارے میں ایک حدیث تو ایسی ہے جس کو سن کر شاید ہی کوئی ایسا ظالم اور احمق ہوگا جو غیبت کرے یا سنے۔ مشکوٰۃ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (مصنف عبد الرزاق عبد الرزاق)

جب کسی کے سامنے اُس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اُس کی مدد کرنے پر قادر ہو اور اُس کی مدد کردے تو اللہ تعالیٰ اُس کی دنیا اور آخرت میں مدد فرمائیں گے۔ اور مدد کرنے سے کیا مراد ہے؟ یعنی غیبت کرنے والے کی بات کا رد کرے۔ جیسے ہمارے سید الطائفہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ کے سامنے جب کوئی غیبت

کرتا تو خاموش رہتے اور جب وہ غیبت کر چکتا تو فرماتے کہ جو کچھ تم نے کہا بالکل غلط ہے، ہم ان کو جانتے ہیں وہ ایسے آدمی نہیں ہیں جیسا تم کہتے ہو۔ غرض کچھ تو کہو، کچھ تو منہ سے نکالو کہ میاں! وہ ہم سے اچھے ہیں، ان میں بہت سی خوبیاں ہیں وغیرہ، یہ نہیں کہ خاموشی سے سن لیا اور ایک لفظ بھی نہیں بولے یا غٹرغوں کبوتر کی طرح اُس کی ہاں میں ہاں ملادی کہ یار! مجھے تو بہت عرصے سے یہی ڈاؤٹ (doubt) تھا، آج تم نے بہت بڑا راز آؤٹ (out) کر دیا اور اسے خبر نہیں کہ خود ہو گیا ناک آؤٹ (knock out)۔

تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے مسلمان کی غیبت کی جائے اور وہ اُس کی مدد کرے مثلاً یہی کہہ دیا کہ ہمارے سامنے غیبت مت کرو یا یہ کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں وغیرہ تو نَصَرَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دنیا اور آخرت میں مدد کرے گا۔ بتاؤ بھئی! کتنا بڑا انعام ہے۔ ایک جملے سے اپنے بھائی کی مدد کر دینا یا خواتین اپنی بہن کی مدد کر دیں کہ ہمارے سامنے غیبت مت کرو، غیبت تو سننا بھی حرام ہے تو کتنا بڑا انعام ملے گا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے گی۔ اگر وہ کہے کہ بھائی ہم کوئی جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں، یہ واقعی بات ہے، حقیقی بات ہے۔ تو کہہ دو کہ واقعی بات ہے تب ہی تو غیبت ہے، اگر جھوٹی بات ہوتی تو بہتان ہوتا۔ غیبت کی تعریف یہی ہے کہ سچی بُرائی ہو جو پیٹھ پیچھے نقل کرے۔

غیبت کرنے والے کو منع کرو ورنہ خدا تمہیں بھی پکڑ کر ذلیل کر دے گا

غیبت کا حرام کرنا حق تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ پیار اور رحمت کی دلیل

ہے۔ جیسے کوئی ابا اپنے بچے کو خود تو ڈانٹے گا مگر پسند نہیں کرے گا کہ میرے بیٹے کی بُرائی ہوٹلوں، اسٹیشنوں اور سڑکوں پر ہو۔ غیبت کے حرام ہونے میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کی یہ عظیم دلیل ہے یا نہیں؟ کہ واقعی اُس میں یہ عیب ہے مگر اُس کا یہ تذکرہ بھی نہ کرو، میرے بندے کو رسوا نہ کرو۔ اگر بہت ہمدردی ہے تو اُس کو خط لکھ دو یا خود چلے جاؤ اور اُس کو سمجھا دو۔ اور اگر مدد نہیں کی، غیبت سنتا رہا یا سنتی رہی تو کیا عذاب ہے سن لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَدْرَکَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (مصنف عبد الرزاق: 11/178 (20258)، باب الاغتیاب والشتم، المکتب الاسلامی)

جس کی غیبت کی جا رہی ہے اگر اُس کی مدد نہ کی درآنحالیکہ اُس کی مدد پر قادر تھا تو اللہ اُس کو پکڑے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس کی شرح محدثین نے کی ہے اَیْ خَذَلَھُمُ اللہُ وَانْتَقَمَ مِنْہُ اُس کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرے گا اور اُس سے انتقام لے گا۔ اس حدیث کے بعد میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ غیبت کرنے یا سننے میں کچھ فائدہ نہیں۔ کتنا بڑا عذاب ہے۔ لہٰذا جو بھی غیبت کرے اُس سے کہہ دو کہ معافی چاہتا ہوں، میرے کانوں کو آپ گناہ گار نہ کیجیے، میرے سامنے غیبت نہ کیجیے۔ جس کی آپ غیبت کر رہے ہیں اُن میں بہت خوبیاں ہیں اور کیا معلوم کس کا خاتمہ کیسا ہونا ہے اور قیامت کے دن کیا ہونے والا ہے؟

غیبت:۔

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
ولکن عین السخط تبدی المساد یا

ترجمہ:۔ ''رضا کی آنکھ تمام عیوب سے کوری ہوتی ہے لیکن ناراضگی کی آنکھ

تمام عیوب کو ظاہر کرتی ہے۔"

ایک عام قاعدہ ہے کہ آدمی کو جس سے عقیدت ہوتی ہے تو وہ اس کے محاسن اور خوبیوں کو ملحوظ رکھتا ہے اور اس کی ہر ادا کو پسند کرتا ہے اور اس کی قباحتوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر کرتا ہے بلکہ اگر عقیدت ومحبت بہت زیادہ ہو تو اس کی برائی بھی اچھائی نظر آتی ہے۔ اس کے برعکس جس سے نفرت ہو جاتی ہے تو اس کی ہر ادا بری اور معیوب لگتی ہے' پس اگر یہ نفرت کینہ' حسد یا ظلم کی وجہ سے ہو تو حاسد اور مظلوم کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کی ایسی مذمت کروں جس سے اس کا وقار اور مرتبہ کم ہو جائے اور اگر کسی غلط فہمی کی بناء پر ہو تو مناسب تو یہ ہے کہ جن باتوں کے متعلق غلط فہمی پیدا ہوئی ہے یا تو انہیں نظر انداز کر کے ان سے درگذر کیا جائے یا پھر ان کا تصفیہ کیا جائے مگر بہت کم لوگ ایسے ہونگے جن میں یہ وصف موجود ہو اکثریت کا حال یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس آدمی کے عیوب کا سراغ لگا کر ان کی تشہیر کی جاتی ہے اسی کا نام ہے غیبت۔

چنانچہ امام قرطبیؒ اس کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

ذکر العیب بظهر الغیب۔ (قرطبی) "غیبت کسی کے پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں۔"

کیا آپ کو معلوم ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے

غیبت کرنے سے چونکہ نفرت کی آگ مزید مشتعل ہو جاتی ہے سامع کے دل میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کی آبرو بھی مجروح ہو جاتی ہے جو حسن معاشرہ کے لئے بڑی رکاوٹ ہے اور ساتھ ساتھ وقت کی تضیع بھی ہے جو ایک مستقل گناہ ہے گویا غیبت سے کئی گناہ معرض وجود میں آتے ہیں اس لئے شریعت نے

غیبت کرنے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔امام قرطبی فرماتے ہیں۔لا خلاف ان الغیبۃ من الکبائر (تفسیر قرطبی ص:۱۵۷ا ج:۹)

غیبت گناہ کبیرہ ہے۔

غیبت چغلخوری اور جھوٹ تمام اعمال کو برباد کردیتے ہیں

حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا اور حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ تین عمل ایسے ہیں جو انسان کے تمام اعمال صالحہ کو برباد کردیتے ہیں روزہ دار کا روزہ اور وضو والے کا وضو خراب کردیتے ہیں یعنی غیبت اور چغل خوری اور جھوٹ عطار بن سائب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبی سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس حدیث کا ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ لا یدخل الجنة سافك دم ولا مشاءبنميمة ولا تاجريربی، یعنی تین قسم کے آدمی جنت میں نہ داخل ہوں گے۔ ناحق خون بہانے والا چغل خوری کرنے والا، اور تاجر جو سود کا کاروبار کرے۔عطا کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ذکر کرکے شعبی سے بطور تعجب کے دریافت کیا کہ حدیث میں چغلخور کو قاتل اور سودخور کی برابر بیان فرمایا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہاں چغلوخوری تو ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے قتل ناحق اور غصب اموال کی نوبت آجاتی ہے۔ (قرطبی)

فی جیدھا حبل من مسد، مسد بسکون السین مصدر ہے جس کے معنی رسی یا

ڈور بٹنے یا اس کے تار پر تار چڑھا کر مضبوط کرنے کے ہیں اور مسد بفتح میم وسی اس رسی یا ڈور کو کہا جاتا ہے جو مضبوط بنائی گئی ہو خواہ وہ کسی چیز کی ہو، کھجور یا ناریل وغیرہ سے یا آہنی تاروں سے ہر طرح کی مضبوط رسی اس میں داخل ہے (کذا فی القاموس) بعض حضرات نے جو خاص کھجور کی رسی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ عرب کی عام عادت کے مطابق کیا گیا ہے اصل مفہوم عام ہے۔ اسی مفہوم عام کے اعتبار سے حضرت ابن عباس عروہ بن زبیر وغیرہ نے فرمایا کہ یہاں حبل من مسد سے مراد لو ہے کے تاروں سے بٹا ہوا رسا ہے اور یہ اس کا حال جہنم میں ہوگا کہ آہنی تاروں سے مضبوط بٹا ہوا طوق اس کے گلے میں ہوگا۔ حضرت مجاہد نے بھی اس کی تفسیر میں فرمایا ہے من مسد ای من حدید (مظہری)

اور شعبی اور مقاتل وغیرہ مفسرین نے اس کو بھی دنیا کا حال قرار دے کر حبل من مسد سے مراد کھجور کی رسی لی ہے اور فرمایا کہ اگرچہ ابولہب اور اس کی بیوی مالدار غنی اور اپنی قوم کے سردار مانے جاتے تھے مگر اس کی بیوی اپنی خست طبیعت اور کنجوسی کے سبب جنگل سے سوختہ لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور اس کی رسی کو اپنے گلے میں ڈال لیتی تھی کہ یہ گٹھا سر سے گر نہ جائے اور یہی ایک روز اس کی ہلاکت کا سبب بنا کہ لکڑیوں کا گٹھہ سر پر اور رسی گلے میں تھی تھک کر کہیں بیٹھ گئی اور پھر گر کر اس کا گلا گھٹ گیا اور ایسے مرگئی۔ اس دوسری تفسیر کی رو سے یہ حال اس کا اس کی خست طبیعت اور اس کا انجام بد بیان کرنے کے لئے ہے (مظہری) مگر چونکہ ابولہب کے گھرانہ خصوصاً بیوی سے ایسا کرنا مستبعد تھا اس لئے اکثر حضرات مفسرین نے پہلی ہی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے لہذا اس پر عذاب بھی عظیم ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو اسکو ناپسند کریگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے زنا کرنے کے بعد توبہ کر لینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر غیبت کرنیوالے مرد یا عورت جب تک اس سے معافی نہ مانگ لیں جس کی غیبت کی ہے اسوقت تک معافی نہ ہوگی اور اللہ کے یہاں سخت عذاب میں مبتلا ہونگے الغرض یہ بڑی عظیم مصیبتیں ہیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر ترجمان القرآن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمائی ہیں اللہ ہم کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

غیبت سے تباہی پھیلتی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یہی ہے کہ ایک آدمی چور ہے اس کے پیچھے کہا جارہا ہے کہ فلاں آدمی چور ہے لیکن جب وہ سامنے آتا ہے تو جھک کر سلام کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں، تو یہی غیبت ہے، یہ بات عام ہے، اسی سے معاشرے میں بگاڑ آتا ہے، نہ حق بات کہنے کا مزاج رہا نہ حق بات سننے کا مزاج رہا، جب سچی بات کہنے کی طاقت نہ ہو اور سچی بات سننے کی ہمت نہ ہو تو معاشرے میں بگاڑ ہی آئے گا۔

ایک مرتبہ غیبت کرنا اپنی ماں سے بتّیس (32) مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ صفیہ ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں ناٹی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تم نے ایسا جملہ کہہ دیا خدا کی قسم اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کا پانی کڑوا ہو جائے۔ حضرت صفیہؓ پستہ قد تھیں، لمبی نہیں تھیں، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دانتوں میں فلاں فلاں آدمی کا گوشت لگا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ معلوم ہو گیا تھا کہ انہوں نے فلاں فلاں کی غیبت کی ہے۔ غیبت اعمال کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح سوکھی لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ سب سے خطرناک بات تو یہ ہے کہ حضو صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک مرتبہ غیبت کرنا اپنی ماں سے بتیس مرتبہ (نعوذ باللہ) زنا کرنے کے برابر ہے، دنیا میں شریف آدمی ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا لیکن غیبت کرنے میں شیطان نے جو مزہ رکھا ہے اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ گناہ سے رک جائے۔ یہ ایک فارمولہ ہے اگر اس پر عمل کر لیں تو پوری زندگی بن جائے ہر آدمی یہ ارادہ کر لے تو نیکی کی خود بخود توفیق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین! (خطبات رحیمی)

غیبت کرنا بڑی روحانی بیماری ہے جس کا علاج ضروری ہے

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ۔

کوئی مسلمان کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرے، یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا جسے کوئی بھی سلیم الطبع پسند نہیں کرسکتا ہے۔لیکن افسوس ہے آج کے لوگوں پر کہ غیبت جو گناہ کبیرہ ہے اس سے ہماری محفلیں گرم رہتی ہیں عوام ہوں کہ خواص چھوٹے ہوں کہ بڑے، پڑھے لکھے ہوں کہ ان پڑھ سارے ہی لوگ اس میں ملوث اور مبتلا ہیں، الا ماشاء اللہ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم غیبت کو گناہ ہی نہیں سمجھتے ہیں اسی وجہ سے اس سے بچنے اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے جب آدمی بیماری کو بیماری سمجھتا ہے تو اس کے علاج کی فکر کرتا ہے اور اس کے لئے اچھا ڈاکٹر اور حکیم تلاش کرتا ہے اور جب تک کلی طور پر اطمینان بخش علاج نہیں کرالیتا ہے سکون سے نہیں بیٹھتا، اسی طرح غیبت کو بھی اگر بڑا گناہ سمجھیں گے اور اس کو روحانی بیماری تصور کریں گے تو اس کے علاج کی فکر کریں گے، غیبت کی شناعت اور قباحت بیان فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے۔

کیا آپ کا اخلاق بیمار بھی ہے

اخلاقی بیماریوں میں سے غیبت جس قدر بری بیماری ہے، بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں اسی قدر عام ہے، یہ برائی ہمارے معاشرہ میں بہت زیادہ جڑ پکڑ چکی ہے، اوراس کا اتنا رواج ہو چکا ہے کہ اب اس قبیح فعل کو کوئی برا نہیں سمجھتا، بہت کم لوگ ہوں گے جو اس بیماری سے محفوظ ہوں گے۔ دانستہ یا نادانستہ طور پر، تقریباً ہر شخص اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔

خاص طور پر عورتیں اس مرض میں کثیر تعداد میں مبتلا ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں کہیں دو عورتیں اکٹھی ہوئیں فوراً کسی نہ کسی کی غیبت شروع ہو گئی۔ اگر کسی کو منع کیا جائے کہ آپ غیبت نہ کریں تو فوراً جواب ملتا ہے کہ میں اس سے چھپ کر تھوڑے ہی کہہ رہا ہوں، میں تو یہ بات اس کے سامنے کہنے پر تیار ہوں۔ اگر اس کے منہ پر کہہ دے تب بھی ایک مسلمان کی دل آزاری ہو گی اور کسی کی دل آزاری کرنا کیا کم گناہ ہے؟

بعض علماء نے تو نقل اتارنے اور تحقیر آمیز اشارات کرنے کو بھی غیبت میں شمار کیا ہے، غیبت کرنے سے انسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، بلکہ اپنی نیکیاں کھو بیٹھتا ہے۔ ایک شخص حضرت حسن بصریؒ کی غیبت کیا کرتا تھا، آپ کو پتہ چلا تو آپ نے ایک طباق تازہ کھجوریں اس کے لئے ارسال فرمائیں اور یہ کہلوایا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں مجھے عنایت فرما دیں، اس کے بدلے میں یہ معمولی سا ہدیہ پیش خدمت ہے۔ میں پورا بدلہ تو نہیں دے سکتا، معاف فرمائیں۔“

غیبت کرنے سے نفرت اور دشمنی پھیلتی ہے

یاد رکھئے غیبت سے باہمی نفرت کو ہوا ملتی ہے اور دشمنی کے جذبات بھڑکتے ہیں۔ غیبت کے مرض میں مبتلا شخص خود کو عموماً عیبوں سے پاک تصور کرتا ہے اور جس کی غیبت کی جائے وہ اپنے عیب کی تشہیر ہو جانے کے باعث اور ڈھیٹ بن جاتا ہے۔ برائی کو مشتہر کرنا بھی ایک برائی ہے، اس سے دھیان گناہ کی طرف جاتا ہے اور انسان کی سوچ گمراہ ہو جاتی ہے، برائی کا جتنا چرچا کیا جائے یہ اتنا ہی پھیلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے مثال بیان فرمائی ہے، غیبت بہت ہی گھناؤنا اور قابل مذمت فعل ہے، اس کے پیچھے اپنے بھائی کو بدنام کرنے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرنے کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور یہ قطعی طور پر ممنوع ہے۔

غیبت کرنے اور سننے والے کو فرشتے بددعاء ایسے کرتے ہیں

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کا تذکرہ خیر کرتا ہے تو اس کے ساتھ رہنے والے فرشتے کہتے ہیں کہ خدا تجھ کو اور اس کو ایسا ہی بنا دے ،اور جب برائی کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو نے اپنے بھائی کی برائی کو کھول دیا تو اپنے کو دیکھ اور اللہ کا شکر ادا کر کہ اس نے تیری برائی کو چھپا رکھا ہے۔

غیبت کا فعل تو زنا سے بھی زیادہ قبیح ہے، کیونکہ زنا کا گناہ انسان کی اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے جبکہ غیبت میں جب تک انسان اس شحص سے اپنے آپ

کو معاف نہ کرالے جس کی غیبت کی ہے، اس وقت تک معافی نہیں ہو سکتی، زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

تم نے اپنے بھائی کی عزت پر حملہ کیا ہے وہ مردار گدھا کھانے سے بھی بدتر ہے

ماعز اسلمیؓ نے جب اعتراف زنا کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا تو دو آدمی آپس میں کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس شخص کو جس کے گناہ کو اللہ نے پوشیدہ رکھا مگر اس نے خود انکشاف کیا پھر اسے اس طرح سنگسار کیا گیا جس طرح کتوں کو کیا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا اور خاموش رہے۔ پھر تھوڑی دور چل کر دیکھا کہ ایک گدھا مرا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں صاحبان کہاں ہیں تو انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں یارسول اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مردار گدھا کھاؤ تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون کھا سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مردہ گدھا کھانے سے تو نفرت کرتے ہو لیکن اپنے بھائی کی عزت پر جو تم نے حملہ کیا ہے وہ مردار کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ تو اس وقت جنت کی نہر میں نہا رہا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ لوگ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے

دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اوران کی عزت وآبرو بگاڑتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں)۔(ابن کثیر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کرے گا، اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔

غیبت سے بڑا گناہ تہمت ہے

غیبت سے مراد کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا ہے، جو اس میں موجود ہے، جبکہ تہمت لگانے سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس میں موجود نہیں ہے اوراس کے دامن عفت کو بلا وجہ داغدار کیا جائے۔

کسی پر تہمت لگانا غیبت سے بھی سخت ہے۔ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راشاد ہے:"اے لوگو! جن کی زبانیں تو ایمان لا چکی ہیں، لیکن وہ مومن نہیں ہوئے ،تم مسلمان کی غیبتیں کرنا چھوڑ دو اوران کے عیبوں کی ٹوہ نہ لگایا کرو، یاد رکھو! اگر تم نے ان کے عیب ٹٹولے تو اللہ تمہارے ننگ کو ظاہر کردے گا، یہاں تک کہ تم اپنے گھرانے میں بھی بدنام اور رسوا ہو جاؤ گے"۔(ابن کثیر)

اس حدیث شریف میں غیبت کرنے والوں کے لئے کتنی زبردست وعید اور دھمکی ہے کہ یا تو غیبت کرنے سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں بدنام ورسوا کردے گا اور تم اپنے گھر والوں کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے،ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غیبت کی بدبو ظاہر ہو جاتی تھی لیکن اب

ظاہر نہیں ہوتی، اسکی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: آج غیبت اتنی زیادہ ہونے لگی کہ اس کی بدبو کا احساس جاتا رہا، جیسا کہ بھنگی کچرے کا اور دباغ (کھال کو پکانے والا) چمڑے کی بدبو کا اتنا عادی ہوجاتا ہے کہ اسی جگہ بیٹھ کر بے تکلف کھاتا پیتا ہے، جبکہ دوسرے کے لئے وہاں ایک منٹ ٹھہرنا مشکل ہوجاتا ہے، یہی معاملہ آج غیبت کا ہے۔ (ابن کثیر)

غیبت سے بچنے کا آسان علاج

ارشاد فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مَن صَمَتَ نَجا، جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا آدمی جب زیادہ بک بک کرتا ہے تو اس میں یقیناً بہت سی ایسی باتیں بھی مجلس کو گرم کرنے کے لئے بیان کر دیتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا پھر آہستہ آہستہ آدمی کو زیادہ بولنے کی عادت ہوجاتی ہے پھر اس کو بولنے ہی سے مطلب ہے خواہ سچ ہو یا جھوٹ، کسی کی غیبت ہو رہی ہو یا کسی کی دل آزاری، اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔

ایک فارسی مثل مشہور ہے "کم گفتن کم خفتن، کم خوردن عادت گیر"۔ حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے ہیں کہ کم بولنے کم سونے اور کم کھانے کی عادت بناؤ۔ صوفیاء کے یہاں بھی ان تینوں چیزوں پر بڑا زور دیا جاتا ہے اسی طرح ایک چوتھی چیز ہے، تقلیل اختلاط مع الانام یعنی مخلوق کے ساتھ میل جول نہیں رکھنا چاہئے بلکہ یکسوئی بہت اچھی چیز ہے جب آدمی کو تنہائی میں ذکر اللہ کی لذت محسوس ہونے لگے گی تو لوگوں کے ساتھ بیجا میل جول اور کثرت گوئی سے خود بخود نفرت ہونے لگے گی رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت غار حراء میں چلے جاتے اور وہیں کئی کئی روز تک اللہ اللہ کیا کرتے تھے، حتی کہ حضرت خدیجہؓ کھانا لے کر جاتی تھیں اور تلاش کر کے کھانا دے کر آتی تھیں، اللہ ہمیں بھی بیجا کلام کرنے سے محفوظ فرمائے اور غیبت سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

غیبت کی تعریف

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ''یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، یہ بڑا اہم حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا ہے، غیبت کے کیا معنی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ غیبت کیا ہے؟ بعض روایات میں آتا ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہی بتا دیں، آپ نے اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا ذکرک اخاک بما یکرہ یعنی اپنے کسی مسلمان بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے ایسے انداز میں ذکر کرنا کہ جب اس کو پتہ چلے کہ میرا اس طرح ذکر کیا گیا ہے تو اس کو ناگوار گزرے، وہ اس کو ناپسند کرے، اس کو غیبت کہتے ہیں، ایک صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جو بات میں اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں ذکر کر رہا ہوں، اگر وہ سچی ہو، اور وہ برائی اس کے اندر موجود ہو، کیا پھر بھی گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ برائی

اس کے اندر موجود ہے تب ہی تو یہ غیبت ہے، اور اگر وہ برائی اس کے اندر موجود نہیں ہے اور تم اس کی طرف جھوٹ منسوب کر رہے ہو، تو پھر اس میں بہتان کا گناہ بھی شامل ہے، یعنی غیبت تو اسی وقت ہوتی ہے جب وہ بات جو تم اس کے بارے میں کہہ رہے ہو، وہ سچی ہے اور وہ برائی اس کے اندر موجود ہے، لیکن چونکہ تم پیٹھ پیچھے کہہ رہے ہو، اس لئے وہ گناہ ہے، اور غیبت ہے، اور اگر تم جھوٹی بات کہہ رہے ہو تو پھر ڈبل گناہ ہے ، ایک غیبت کا گناہ اور ایک بہتان کا گناہ اس لئے کہ تم نے اس پر جھوٹا بہتان لگا دیا ہے۔ (اصلاحی خطبات از: علامہ تقی عثمانی)

اس طرح کی غیبت بھی جائز نہیں

بعض لوگ غیبت کو جائز کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں تو یہ بات اس کے منہ پر کہنے کو تیار ہوں، اس کے ذریعے وہ بتانا چاہتے ہیں، یہ غیبت نہ ہوئی، یہ خیال بھی غلط ہے، ارے منہ پر کہنا ہو تو بے شک کہو، لیکن منہ پر کہنا بھی اس وقت جائز ہے جب خیر خواہی کے لئے کہہ رہے ہو، فرض کرو کہ ایک آدمی نماز نہیں پڑھتا، آپ اس کو محبت سے ، پیار سے ہمدردی سے کہیں کہ بھائی جان! نماز فرض ہے ، آپ نماز پڑھا کریں، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر عیب لگانے کی غرض سے، بدخواہی کی نیت سے ذلیل کرنا، رسوا کرنا مقصود ہو تو پھر چاہے اس کے منہ پر کہو تو بھی حرام ہے ، اور پیٹھ پیچھے کہنا تو کسی حال میں جائز نہیں ، اس لئے کہ اگر آپ کو اس کے ساتھ ہمدردی مقصود ہوتی، خیر خواہی اور اس کی اصلاح مقصود ہوتی تو براہ راست اس سے وہ بات کہتے کہ بھائی، آپ کے بارے میں یہ خبر ملی ہے، یہ بات اچھی نہیں ہے، آپ

اپنی حالت درست کر لیجئے، لیکن اس کے پیچھے دوسرے لوگوں کے سامنے کہہ رہے ہیں' اس میں کوئی خیر خواہی نہیں ، بلکہ بدخواہی ہے ، اوراسی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے۔ (اصلاحی خطبات)

غیبت سے بچنے اور معاف کرانے کا طریقہ

اب کہاں آدمی کو یادرہتا ہے کہ میں نے کس موقع پر کس کی غیبت کی تھی، تو کم از کم یہ کر لے کہ جتنے لوگوں سے ملاقات ہے، ملنا جلنا ہے، ان سے کسی موقع پر اتنا ہی کہہ لو کہ بھائی میرا کہا سنا معاف کر دینا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے، انشاء اللہ۔ بہر حال! اول تو اس بات کا اہتمام کریں کہ دوسرے کا ذکر برائی کے ساتھ کسی بھی حالت میں نہ آئے، بعض اوقات شیطان بہکا تا ہے کہ میں تو نیک نیتی سے اس کا ذکر کررہا ہوں، حالانکہ نیک نیتی نہیں ہوتی، محض نفسانیت، ہوتی ہے۔ اس لئے دوسرے کا ذکر برائی سے کرنے سے بالکل پرہیز ہی کریں، یہ سمجھو کہ یہ جہنم کی آگ ہے ، اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، زنا کاری سے بدتر گناہ ہے اور ایسا گناہ ہے کہ جس کی معافی مشکل ہے اس وجہ سے جب کبھی زبان اٹھنے لگے تو زبان کو لگام دیدو، اگر دوسرے لوگ غیبت کررہے ہوں تو موضوع کا اور بات کا رخ بدل کر کسی اور طرف لے جاؤ، تا کہ مجلس میں غیبت نہ ہو، اس بات کی کوشش کرلو، اور اب تک جو غیبت ہوئی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جتنے ملنے جلنے والے ہیں ، ان سے یہ کہہ دو کہ بھائی میرا کہا سنا معاف کر دینا، کوئی حق تلفی ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ (اصلاحی خطبات)

غیبت کو دفن کرنے کا طریقہ

حضرت علامہ انو شاہ کشمیری صاحب اپنی مجلس میں کسی کی غیبت کو کسی حال میں برداشت نہ فرماتے تھے، جب کبھی کوئی شخص کسی دوسرے کا تذکرہ شروع کرتا اور نوبت غیبت کے قریب پہونچنے لگتی تو حضرت ہاتھ اٹھا کر فرماتے: بس بھائی، اس کی حاجت نہیں''۔ اور غیبت کا فتنہ وہیں مرجاتا۔ (البلاغ مفتی اعظم نمبر ج ا۔ ص ۲۵۳)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ خود کو ہمیشہ کیا سمجھتے تھے

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب (فرزند حضرت مولانا محمد قاسمؒ) فرماتے ہیں کہ رامپور ضلع سہارن پور میں ایک خاندان حضرت نانوتوی کا سخت مخالف تھا، اور ہمیشہ درپے آزار رہا کرتا تھا، اسی مخالف خاندان کے رکن دو بھائی تھے، جن سے حضرت نانوتوی کا بچپن سے میل جول تھا، اور حضرت کا دستور تھا کہ جب رامپور آپ کا جانا ہوتا، دونوں بھائیوں سے ملاقات کے لئے ضرور تشریف لے جاتے، اور وہ بھی حضرت سے ملنے حکیم ضیاء الدین صاحب (میزبان ودوست حضرت نانوتوی) کے مکان پر آتے، اس خاندان کے مفسدہ پردازیوں کے زمانہ میں بھی حضرت کی حالت نہ بدلی، حکیم ضیاء الدین صاحب کو ناگواری ہوتی کہ ان مفسدوں کے یہاں حضرت اب تشریف کیوں لے جاتے ہیں؟ آخر یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت پر بڑے بڑے الزامات لگائے، مگر زبان سے حکیم صاحب نے کبھی ذکر نہیں کیا، ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت نانوتوی دونوں بزرگ رامپور میں اکٹھا ہوگئے، اور حضرت نانوتوی حسب عادت ان لوگوں

کے پاس تشریف لے گئے، تو حکیم صاحب نے مولانا گنگوہی سے ذرا تیز لہجہ میں فرمایا کہ دیکھئے مولانا نانوتوی اب بھی وہاں جانا نہیں چھوڑے، حضرت گنگوہی مسکراتے رہے، جب حکیم صاحب کی تیزی بڑھتی گئی، تو مولانا گنگوہی نے ذرا مستعد ہو کر فرمایا کہ حکیم صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ ان کے قلب کی حالت ملاحظہ نہیں فرماتے، جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل وخوار کوئی ہستی نہیں ہے، ایسے شخص کو آپ کس طرح کہیں جانے سے روک سکتے ہیں، اور کہیں چلے جانے سے ان پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ (ارواح ثلاثہ۔ص ۱۸۷)

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ أَوْ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ (صحیح بخاری)

ترجمہ:

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دے دو، وہ قبیلہ کا برا

بھائی ہے یا یہ فرمایا کہ قبیلہ کا برا بیٹا ہے، جب وہ اندر آیا تو اس سے نرمی سے گفتگو کی، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کے متعلق یہ فرمایا پھر اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ سب سے برا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کی فحش گوئی بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیں۔

کسی کے پیٹھ پیچھے غیبت کرنا نہایت بزدلانہ کام ہے

شریعت کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی عزت وآبرو محفوظ رہے اوران کے باہمی تعلقات خوشگوار رہیں، اس بنا پر جن بداخلاقیوں سے مسلمانوں کی عزت وآبرو کو صدمہ پہنچتا ہے اوران کے تعلقات میں ناگواری پیدا ہوتی ہے، شریعت نے ان کی ممانعت کی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجموعی طور پر ان کو ایک جگہ بیان کردیا ہے:

یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡہُنَّ ۚ وَ لَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ لَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَ مَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ (حجرات)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں، عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک)

ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں، عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو، ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جوان حرکات سے باز نہ آئیں تو وہ خدا کے نزدیک ظالم ہیں، مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک داخل گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو، اور تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا نہ کہے، بھلا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے اور اللہ سے تقویٰ کرو، بیشک اللہ رجوع ہونے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ان تمام اخلاقی احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے قول وعمل سے مسلمانوں کے عیوب کی پردہ دری نہیں کرنی چاہئے، لیکن ان طریقوں میں سب سے زیادہ جس طریقہ سے مسلمانوں کے عیوب کی پردہ دری ہوتی ہے وہ غیبت ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تعریض، تصریح، رمزواشارات، تحریروکتابت اور محاکات ونقالی، ہر طریقہ سے دوسروں کے عیوب بیان کیے جاسکتے ہیں اور ایک شخص کے نسب، اخلاق، دین ودنیا، جسم، کپڑے لتے، غرض ہر چیز میں عیب نکالا جاسکتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت پُرزور طریقہ سے اس کی ممانعت کی ہے اور اس کو خود اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تشبیہ دی ہے، جس میں بلاغت کے بہت سے نکتے ہیں، انسان کا گوشت محض اس کی عزت وحرمت کی وجہ سے حرام ہے اس

لئے جو چیز اس کی عزت وحرمت کونقصان پہنچاتی ہے وہ بھی اس کے گوشت کی طرح حرام ہے۔

(۲) لڑائی جھگڑے میں جب باہم مقابلہ ہوتا ہے تو بعض لوگ شدتِ غضب میں اپنے حریف کا گوشت نوچ لیتے ہیں اگر چہ یہ بھی ایک برا فعل ہے، تاہم اس میں ایک قسم کی شجاعت پائی جاتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص حریف کے مرجانے کے بعد اس کا گوشت نوچ لے تو مکروہ ہونے کے ساتھ یہ ایک بزدلانہ فعل بھی ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص رُودررُو کسی کو بُرا کہے تو گو یہ ایک ناپسندیدہ چیز ہے، تاہم اس میں بزدلی نہیں پائی جاتی، لیکن ایک شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا نہایت بزدلانہ کام ہے اور بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنے حریف کے مقتول ہونے کے بعد اس کا گوشت نوچ کھائے۔

(۳) لوگ شدت محبت سے بھائی کی مردہ لاش کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اس لئے جو شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچ کھاتا ہے اس سے اس کی سخت قساوت وسنگدلی اور بغض وعداوت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ اس لطف ومحبت کے منافی ہے جس کو اسلام مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

(۴) مردار گوشت کا کھانا سخت اضطرار کی حالت میں جائز ہے اور اس وقت بھی اگر کسی کو انسان کے بجائے بکری کا مردار گوشت مل جائے تو وہ انسان کا گوشت کھانا پسند نہ کرے گا، اس لئے غیبت اس وقت جائز نہیں ہوسکتی جب تک کوئی شرعی، معاشرتی، اخلاقی یا سیاسی ضرورت انسان کو مجبور نہ کرے اور اس حالت میں بھی جہاں تک ممکن ہو علانیہ غیبت سے احتراز کرنا چاہئے، اور صرف رمز واشارہ سے کام لینا

چاہئے، اسی قرآنی تشبیہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد حدیثوں میں نہایت بلیغ طریقہ پر غیبت کی برائی بیان کی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ شب معراج میں میرا گذرا ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت وآبرو لیتے تھے۔ اعمال اور اعمال کی جزاوسزا میں مناسبت ہوتی ہے، یہ لوگ چونکہ لوگوں کا گوشت نوچ کھاتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اس لئے عالم برزخ میں ان کی یہ سزا مقرر کی گئی کہ خود اپنا گوشت نوچتے رہیں۔

عہد رسالت میں جب غیبت سے سخت بدبو پھیلی

ایک بار سخت بدبو پھیلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔اس حدیث میں بھی اعمال اور جزاوسزا کی مناسبت ظاہر ہے، مردار گوشت اکثر بدبودار ہوتا ہے اس حدیث میں ایک نکتہ یہ بھی ہے اور وہ یہ کہ غیبت کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ عیوب کی تشہیر وتفضیح کی جائے، اس لئے جس طرح غیبت کرنے والے لوگوں کے عیوب کو عام طور پر پھیلاتے ہیں اسی طرح ان کے اس عمل کی نجاست وگندگی کی بو بھی دنیا میں پھیل کر لوگوں کو ان

سے متنفر کرتی ہے، اسی نکتہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں بلا تشبیہ وتمثیل کے نہایت واضح طور پر بیان کیا اور فرمایا: اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے، نہ مسلمانوں کی غیبت کرو اور نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا خداوند تعالیٰ بھی اس کے عیب کی تلاش کرے گا، ور خدا جس کے عیب کی تلاش کرے گا خود اس کے گھر ہی کے اندر اس کو رسوا کرے گا۔

لغت کی رو سے غیبت کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کے بیان کو کہتے ہیں مگر مذہبی تعلیم میں شخص کی غیر موجودگی غیبت کے لئے کوئی قید نہیں، اسی طرح یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کی واقعی برائیاں ظاہر کی جائیں تو یہ غیبت نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اشارہ سے ان دونوں باتوں کی تردید ہوتی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرے، کہا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں، تو فرمایا: اگر وہ عیب اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا غیبت کی تعریف کا کوئی ضروری جز نہیں بلکہ اگر کسی شخص کے سامنے اس کی برائی بیان کی جائے تو یہ بھی غیبت ہوگی، لیکن اس لفظ کے اشتقاق کی مناسبت سے اہل لغت کے نزدیک غیبت صرف اس

بدگوئی کا نام ہے جو کسی کے پیٹھ پیچھے یعنی اس کی عدم موجودگی میں کی جائے، باقی کسی کے سامنے اس کے عیوب کا بیان کرنا تو یہ غیبت نہیں ہے بلکہ سب وشتم میں داخل ہے۔

اسی طرح غیبت صرف زبان تک محدود نہیں ہے بلکہ ہاتھ پاؤں، اور آنکھ کے ذریعہ سے بھی غیبت کی جاسکتی ہے، کسی شخص کی نقل کرنا، مثلاً ایک شخص لنگڑا ہے تو اس کے اس عیب کو نمایاں کرنے کے لئے لنگڑا کر چلنا بھی غیبت ہے، ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کی نقل کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنی سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (ماخوذ از سیرت النبیؐ ج ۶ ص ۲۹۵)

مرزا قادیانی کی بدگوئی انبیاء وعلماء کرام پر

پاکیزہ اخلاق کا ایک تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اپنی زبان کو بدگوئی وفحش گوئی سے پاک رکھا جائے، چنانچہ انبیا علیہم السلام نے اپنی زبانوں کو ہمیشہ بدگوئی سے محفوظ رکھا ہے؛ بلکہ ان حضرات نے اپنے مخالفین اور معاندین پر بھی سب وشتم کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا؛ بلکہ گالیوں کا جواب بھی رحمت وہدایت کی دعاؤں سے ہی دیا؛ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے علمائے اسلام کو؛ بل کہ تمام مسلمانوں کو حتی کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دی ہیں اور انتہائی فحش زبان استعمال کی ہے، جو شرافت وتہذیب اور اخلاق سے گری ہوئی چیز ہے۔

چند حوالے دیکھتے چلئے:

(۱) مرزا نے اپنی کتاب ''آئینۂ کمالات اسلام'' میں اپنی کتابوں کی خود ہی

تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’ تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني ويصدق دعوتي الّا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔‘‘

(یہ وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت ومودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اوران کے علوم سے نفع اُٹھاتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، سوائے کنجریوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے، یہ قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات:۵۴۷-۵۴۸)

(۲) مرزا نے علما اسلام کا نام لے کر ان کو جو گالیاں دی ہے یہاں صرف انکو گناتا ہوں پوری عبارت نقل کرنے میں تطویل ہوتی ہے، کتاب کا حوالہ بھی درج ہیں:

(۱) نالائق (انجام آتھم:۳۰)(۲) ابوجہل (تتمہ حقیقتہ الوحی:۲۶) (۳) کفن فروش (اعجاز احمدی: ۲۳)(۴) کتا (اعجاز احمدی:۳۳)(۵) کتے مردار خور (انجام آتھم:۲۵)(۶) فاسق، شیطان، نطفۂ سفہاء، خبیث (انجام آتھم:۲۸)(۷) یہ گوہ کھاتا ہے، بے حیا، جاہل (نزول المسیح:۶۳)(۸) نجاست پیر صاحب کے منہ میں کھلائی (نزول المسیح:۷۰)(۹) مخالف مولویوں کا منہ کالا (ضمیمہ انجام:۵۸)

(۳) صحابہ کے بارے میں لکھتا ہے:

بعض ناداں صحابی (ضمیمہ نصرۃ الحق:۱۲۰) ابو ہریرہ غبی تھا (اعجاز احمدی:۱۸) ابو ہریرہ فہم القرآن میں ناقص ہے، درایت (سمجھ) سے بہت کم حصہ رکھتا تھا (ضمیمہ نصرۃ الحق:)

غور کیجئے کہ نبی کی زبان ایسی ہوسکتی ہے؟ کیا وہ اپنے مخالفین کو ایسی گالیاں دیتے

تھے؟ اور پھر اسی سے مرزا کے امتیوں کی اس دروغ گوئی کی داد بھی دیتے جایئے جو یہ لکھتے ہوئے کوئی شرم وحیاء اور کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے کہ:

''میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زبان سے غصہ کی حالت میں بھی گالی یا گالی کا ہم رنگ لفظ نہیں سنا، زیادہ سے زیادہ بیوقوف، یا جاہل یا احمق کا لفظ فرمادیا کرتے تھے اور وہ بھی کسی ادنی طبقے کے ملازم کی کسی سخت غلطی پر شاذ ونادر کے طور پر۔ (سیرۃ المہدی: ۲/ ۲۱، روایت: ۳۲۹)

کیا اس سے بڑا کوئی جھوٹ ہے کہ جو شخص دن رات علما کو اور اپنے مخالفین مسلمانوں کو گالیاں دینے کا عادی اور گالیاں بھی وہ جو انتہائی فحش ہوں اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ غصہ کی حالت میں بھی گالی نہیں دیتا تھا؟

مرزا اور توہین انبیاء:

تمام انبیا ایک دوسرے کی تعظیم کرتے تھے، کسی نبی نے کسی نبی کو غلط قرار نہیں دیا؛ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ دوسرے انبیا پر مجھ کو فضیلت نہ دو، یعنی اس طرح فضیلت نہ دو کہ دوسرے کی توہین ہو جائے؛ مگر مرزا قادیانی نے انبیاء کی توہین دل کھول کر کی ہے۔ لیجیے چند حوالے ملاحظہ فرمایئے:

مرزا قادیانی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے:

''اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصے میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور

بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے۔'' (ست بچن: ۱۷۰، روحانی خزائن: ۱۰ / ۲۹۴)

اور مزید کہتا ہے:

''دیکھو وہ (یسوع) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، حالاں کہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ جب ایک شخص نے نیک کہا تو اس نے روکا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا؛ کیوں کر جرأت کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے۔''
(ست بچن: ۱۹۶، روحانی خزائن: ۱۰ / ۲۹۳)

مرزا قادیانی نے جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کی ہے شاید یہود بے بہبود نے بھی آپ کی ایسی توہین نہ کی ہوگی۔ چناں چہ ایک اور حوالہ اس سلسلہ کا سن لیجئے:

انجام آتھم کے ضمیمہ میں ایک جگہ حاشیہ پر مرزا نے لکھا ہے:

''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنی ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے؛ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں؛ کیوں کہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم: ۵، روحانی خزائن: ۱۱ / ۲۸۹)

''آپ کا (عیسی کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار، کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ (عیسی) کا وجود ظہور پذیر

ہوا،...............آپ کا کنجریوں سے میلان وصحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم:۷،روحانی خزائن:۱۱/۲۹۱)

اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرتے ہوئے اس طرح کہتا ہے:

'له خسف القمر المنير و أن لی غسا القمران المشرقان أتنكر ۔''

(آپ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے خسوف کا

نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا،اب کیا تو انکار کرے گا۔

(1)اس میں مرزا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ہے کہ آپ کے لیے تو صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند گرہن وسورج گرہن دونوں ظاہر ہوئے، کیا اس میں اپنے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا اور افضل ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے؟

اب فرمایئے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے کیا وہ مقام نبوت کا حامل ہو سکتا ہے؟ نہیں ،نہیں ، وہ قطعاً مسلمان نہیں ، چہ جائے کہ وہ مقامِ نبوت ورسالت کا حامل ہو جائے؟

غیبت کی سنگینی اور اسباب

اللہ رب العزت نے جب سے بنی نوع انسان کو زمین پر اتارا ہے تب سے لیکر خاتم المرسلین محمد کریم صلوات اللہ علیہ تک بے شمار انبیا کرام کو لوگوں کی اصلاح

کے لئے مبعوث فرمایا، یہ اللہ کے مقرب بندے زمین میں آکر اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے تاکہ لوگ ایک خالق و مالک کو جان سکیں اور اپنے معاملات اس کے سپرد کر کے اس کی عبادات میں بنا کسی کو شریک کیئے اس کا حق ادا کر سکیں، ساتھ ہی ساتھ ان انبیا نے لوگوں کو جینے اور رہنے سہنے کے ڈھنگ بھی دیئے اور ہر کوئی اپنے معاشرے کے مطابق لوگوں کو تبلیغ و تلقین کرتا رہا، یہاں تک کہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی، اور اس بعثت کے ساتھ ہی گزشتہ ادیان کی جہاں تلنسیخ ہوئی وہاں ان ہی میں سے بعض باتوں کو باقی رکھا بھی گیا۔

تاہم دین اسلام نے آکر لوگوں کو جہاں عبادات کے کرنے کا طریقہ وسلیقہ دیا وہاں ان کو معاشرے کے حقوق سے بھی مالا مال کر دیا تاکہ لوگوں کی عزت جان و مال اور حقوق محفوظ ہو سکیں، جن چیزوں کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو سکتا تھا ان کو بھی من وعن بیان کر دیا اور انہی کاموں میں سے ایک کام غیبت ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ کروانا چاہتا ہوں۔

اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا (الحجرات:12)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

سوال یہ ہے کہ یہ غیبت ہے کیا یہ کس چیز کا نام ہے اور اس کی کیا تعریف ہے ذیل میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے تناظر میں اس کی تعریف سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عن أبي هريرة، أنه قيل يا رسول الله ما الغيبة؟ قال: »ذكرك أخاك بما يكره« قيل: أفرأيت إن كان في أخي ما أقول؟ قال إن كان فيه ما تقول فقد اغتبته، وإن لم يكن فيه ما تقول فقد بهته

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ غیبت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے بھائی کا کسی ایسی چیز سے ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند جانے، کہا گیا: اگرچہ اس میں وہ چیز پائی جاتی ہے جو میں کہہ رہا ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں پایا جاتا ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ چیز نہیں پائی جاتی جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے بھتان لگایا ہے) (ترمذی:1983)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے تناظر میں ہم یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ یہ گناہ کس قدر سنگین اور عجیب ہے کہ اگر آپ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی بات کرتے ہیں، دو گناہوں میں سے کسی ایک میں پڑ جانے کا قوی امکان ہو جاتا ہے، یا آپ بھتان لگا رہے ہیں یا پھر آپ غیبت کر رہے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ رب العزت نے غیبت کرنے والے کو ڈرانے

کے لئے اس قدر خطرناک قسم کی مثال سے سمجھایا ہے کہ ایسی مثال پورے قرآن میں اور کوئی نہیں ہے چنانچہ ملاحظہ کریں:

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ (الحجرات:12)

انسانی گوشت کی مثال تو کجا یہاں اللہ تعالی انسان کے مردہ گوشت کی مثال دے رہے ہیں کیونکہ مردہ انسان تو زندہ سے بھی زیادہ حقیر ہو جاتا ہے اور کراہت کا باعث بن جاتا ہے، ذرا تصور میں جائیں اور انسانی گوشت کا کوئی حصہ اپنے منہ میں محسوس کریں کہ پھر دیکھیں آپ کو کس قدر گھن محسوس ہوتی ہے، لیکن ہائے ناکامی ہم پھر بھی اس گناہ میں ایک بڑی تعداد میں مبتلا ہیں، اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھیں۔

ہمارے لیے ہر مسلمان کی مال، جان، اور عزت کو حرام قرار دیا گیا ہے: چانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ:

ہر مسلمان کا مسلمان پر خون (جان) و مال اور عزت حرام ہے؛ (مسلم:2564)

کبھی انسان اپنے منہ سے کسی کی بُرائی میں ایسا لفظ نکالتا ہے جس سے سمندر کا پانی بھی کڑوا ہو جاتا ہے

غیبت کسی ایک چیز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بما یکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ

ہر وہ چیز جو آپ کا بھائی اپنے بارے میں سننا ناپسند کرے وہ غیبت ہے، چاہے وہ خَلقی ہو یا خُلقی ، اس کے اہل وعیال میں ہو یا اس کے مال میں یا اس کے متعلق کسی بھی چیز کا تذکرہ غیبت کے زمرے میں آتا ہے۔

چانچہ اس سلسلے میں ذیل میں دی گئی حدیث پر غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن الفاظ میں اس بات کی مذمت کررہے ہیں۔

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ: تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: »لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتی ہیں کہ ان کا قد پستہ ہونا ہی آپ کے لئے کافی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر یہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو اس پر غالب آجائے (سمندر کا پانی کڑوا ہو جائے (سنن ابی داؤد:4875)

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے منہ سے نکلنے والے الفاظ کس طرح کڑوے ہوتے ہیں کہ سمندروں کا پانی بھی کڑوا کر سکتے ہیں (العیاذ باللہ)

لیکن حیرانگی اس پر ہے کہ ہم کبھی بھی اپنے منہ سے نکلے گئے الفاظ پر غور ہی نہیں کرتے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین ہوں یا صحابہ میں سے کوئی انسان ایسے موقعوں پر بڑی سخت تشبیہ سے کام لیتے تھے تا کہ اس گناہ کی سنگینی کو جانا جا سکے،

تاہم ذیل میں موجود لمبے واقعہ کے ٹکڑے پر بھی نظر ڈالیں:

ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زنا سے پاکی کی درخواست لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ سوالات کے بعد ان کو رجم کرنے کا حکم دیا ان کے رجم ہونے کے بعد دو صحابہ آپس میں ان کے متعلق بات کرنے لگے اور کہنے لگے: انْظُرْ إِلَى هَذَا الَّذِي سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ۔
(اس آدمی کی طرف دیکھو جس پر اللہ رب العزت نے پردہ ڈالا تھا لیکن یہ خود کو نہ بچا سکا (خود پر پردہ نہ ڈالا) یہاں تک کے کتے کی طرح رجم کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کچھ دور جانے کے بعد ایک مردے گدھے کی لاش کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: این فلان فلان؟ وہ فلاں فلاں بندے کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم یہاں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هَذَا الْحِمَارِ اترو اور اس مردہ گدھے کی لاش سے گوشت کھاؤ، ان دونوں نے کہا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا؟ اے اللہ کے نبی کون اس میں سے کھائے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ تم نے جو ابھی اپنے بھائی کی عیب جوئی کی ہے وہ اس کے کھانے سے زیادہ سخت (قبیح) ہے۔ (سنن ابی داؤد: 4428)

اس پورے واقع سے ہمیں یہ سبق سیکھنا ہوگا کہ غیبت کرنا کس قدر گندہ عمل ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی پاک ہستی کی زبان مبارک سے اس کی ایسی تشبیہ نکل رہی ہے

جس سے انسان کی روح بھی کانپ جاتی ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ غیبت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ غیبت میں تین گناہ جمع ہوجاتے ہیں اوران تینوں کواللہ رب العزت نے قرآن پاک میں جمع کر دیا ہے:

اولا: جس بھائی کی آپ عیب جوئی کر رہے ہیں اس میں واقعی ہی وہ بات موجود ہےتو آپ غیبت کرر ہے ہیں۔

ثانیا: اگراس میں وہ عیب موجود نہیں ہےتو آپ بھتان لگا رہے ہیں۔

ثالثا: اگرآپ کو حقیقت کا علم نہیں ہے اورآپ سنی سنائی بات آگے پہنچا رہے ہیں تو گویا یہ افک ہے۔

اور یہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس پر اللہ رب العزت نے باقاعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کومنع کیا ہے کہ غیبت کرنے والے آدمی کی بات تسلیم نہیں کرنی چنانچہ ارشاد ہوا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ، هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ

ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے، طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔(القلم:11,10)

اس لئے ہر حال میں اس زبان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے تاکہ ہم اس گناہ میں واقع ہونا سے بچ سکیں۔

آدمی غیبت حسد اور جلن کی بناء پر کرتا ہے

غیبت کے کئی ایک سبب ہیں، لیکن ان میں سے بڑے اسباب کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا، جوہمیں غیبت پر مجبور کرتے ہیں اوران اسباب کی وجہ سے غیبت میں جانے کا قوی امکان ہوجاتا ہے۔

(1): حسد یہ ایک ایسی بیماری ہے کہ جو صرف انسان کو نہیں بلکہ پہاڑوں تک کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے غیبت کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب یہ حسد ہے کہ انسان جس میں مبتلا ہو کر انسان لوگوں کو کسی سے متنفر کرنے کی غرض سے اس کی عیب جوئی کرتا جاتا ہے، بنا یہ سوچے کہ اس بات سے اس کو کوئی فرق نہیں پڑنے والا لیکن وہ ہلاکت میں ضرور جا سکتا ہے۔

(2): اس کا ایک سبب ہماری محفلوں کا انعقاد بھی ہے آج کے اس پر فتن دور میں ہم جب بھی جمع ہوتے ہیں تو ہمارا موضوع کسی دوسرے کی ذات ہی ہوتی ہے چاہے وہ کسی بھی طرح سے ہو بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ ہماری محفلوں کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا، آج اگر آپ اپنی محفل میں کسی دوسرے کی ذات میں طعن یا عیب جوئی سے کام نہ لیں ایسی صورت میں یا تو آپ کی محفل کا رنگ ہی نہیں بنے گا یا لوگ جلد ہی اکتاھٹ کا شکار ہو جائیں گے اس کی ایک بڑی مثال ہمارے آج کے ٹاک شوز سے بھی لی جا سکتی ہے کہ ہر وہ ٹاک شو کامیاب ہے جس میں معین اشخاص پر تنقید کی جائے اور اس کے لئے ماہر نقاد کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اور اسی کو کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ حقیت یہ ہونی چاہئے کہ جب ہم اپنی محفل میں بیٹھیں اول تو کسی کی بات کریں ہی نہ اگر کرنی ہے تو اس کی اچھائی بیان کریں نہ کے برائی کریں۔

3: غیبت کرنے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب کثرت مزاح بھی ہے جب ہم لوگوں صرف ہنسانے کی خاطر کسی دوسرے کی عیب جوئی کرتے ہیں اس کے جسمانی

نقائص کو عجیب انداز سے تشبیہ دیتے ہیں تو ہم بنا اس بات کو محسوس کیے غیبت جیسے گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ

ہلاکت ہے ایسے بندے کے لئے جو صرف اس لئے جھوٹ بولتا ہے کہ لوگ اس سے ہنسیں ہلاکت ہے ہلاکت ہے۔

اسلئے ہمیشہ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کریں ایسے انسان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جنت کی ضمانت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ

ہلاکت ہے ایسے بندے کے لئے جو صرف اس لئے جھوٹ بولتا ہے کہ لوگ اس سے ہنسیں ہلاکت ہے ہلاکت ہے۔

اسلئے ہمیشہ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کریں ایسے انسان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جنت کی ضمانت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (صحیح البخاری 4676)

جو کوئی مجھے جو جبڑوں کے درمیان (زبان) کی اور دو ٹانگوں کے درمیان (شرم گاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

بلکہ ایک دوسری حدیث میں تو یہ بھی مذکور ہے کہ مسلمان انسان ہے ہی وہ جو

جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہے۔

اسی طرح یہ بات یاد رکھیں کہ لوگوں کی اکثریت جھنم میں زبان کی وجہ سے جائے گی۔

انہی باتوں پر اکتفا کرتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا کریں۔آمین

اللهم اننا نعوذبك من الغيبة والنميمة والكذب۔

غیبت سے توبہ کرنا فرض ہے جس کی غیبت کی ہے اگر وہ مرگیا تو اس کے حق میں کثرت سے استغفار کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اسطرح کرنا کہ وہ اسے ناگوار گذرے،لوگوں نے کہا: اگر وہ برائی اس میں موجود ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس کے اندر وہ برائی موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ برائی اس کے اندر موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔" (مسلم)

حضرت ابو سعید و حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے زیادہ سخت (گناہ) ہے۔

تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غیبت زنا سے زیادہ سخت (گناہ) کس طرح ہے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر اس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس وقت تک

نہیں بخشے گا جب تک اسکو وہ شخص نہ معاف کر دے جسکی اس نے غیبت کی ہے۔

جو لوگ دوسروں کی غیبت کرتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"جب میں معراج کو گیا تو جہنم کے مناظر میں یہ دردناک منظر بھی دیکھا کہ ایک جماعت کے ناخن تانبہ کے ہیں جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے ہیں، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ھولاء الذین یأکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضھم "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔" (مسند احمد)

اگر کسی شخص کے سامنے غیبت کی قباحت عیاں ہو چکی ہے اور وہ اس عمل پر نادم وشرمندہ ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس حرام فعل سے توبہ واستغفار کرتے ہوئے رک جائے، پھر اگر وہ آدمی موجود ہو جس کی غیبت کی گئی ہے تو اس سے معافی مانگے ورنہ اس کے حق میں کثرت سے دعائے مغفرت کرے۔

غیبت کے مرتکب لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بچپن میں تھا اور اتنا چھوٹا تھا کہ میں نماز روزے کے مسائل سے ناواقف تھا میں نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو ایک شخص سے وضو کرنے کا طریقہ دریافت کیا۔

میرے سوال کے جواب میں اس شخص نے مجھے وضو نماز اور روزے کے متعلق تفصیل سے بیان کیا اور ان کے مسائل کے متعلق بتایا۔ جب اس کی تقریر ختم ہوئی تو بولا کہ برخودار! یہ مسائل مجھ سے بہتر اور کوئی نہیں جانتا۔ ہمارے محلے کا امام مسجد تو بڈھا کھوسٹ ہو گیا ہے۔

اس شخص کی اس بات کا علم محلہ کے معززین کو ہو گیا۔ وہ اس پر سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اس بے وقوف کو وضو اور نماز کے مسائل تو یاد ہیں مگر ہمارے دین کی اس تعلیم کو بھول گیا کہ اپنے معززین کو اچھے ناموں سے یاد کرو اور یہ کہ کسی کو اس کی غیر موجودگی میں برے الفاظ سے یاد کرنا غیبت ہے اور یہ ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کے مرتکب لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

مردانگی اور شرافت کی دلیل یہ ہے کہ دوسروں کے متعلق وہی بات ان کے پیٹھ پیچھے کہنی چاہیۓ جو ان کے منہ پر کہنے کی جرأت رکھتا ہوا۔

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ اس حکایت میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ بچپن میں نماز اور روزہ کے مسائل سیکھ رہے تھے تو ساتھ ہی ساتھ انہیں غیبت اور اس کی تباہ کاریوں کا بھی علم ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے بھائی کا گوشت جو اس پر حرام ہے اسے کھاتا ہے۔ کچھ لوگ خود کو بڑا عالم فاضل ثابت کرنے کے لئے دوسرے عالموں کی ان کی پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں اور انہیں کم علم اور خود کو زیادہ علم والا بیان کرتے ہیں۔ ان ہی معاشرتی برائیوں کے سبب ہمارا معاشرہ آج زوال پذیر ہے اور

مسلمانوں کی عزتوں کو جو جنازہ آج نکالا جارہا ہے اوران کی جو بربادی آج ہورہی ہے اس سے قبل کبھی ایسی صورتحال انہیں درپیش نہیں آئی۔ یہ سب اللہ عزوجل اوراس کے محبوب آقائے دو جہاں تاجدارانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے کہ مسلمان روز بروز زوال پذیر ہے۔

آدمی غیبت کس کس بدنیتی کی وجہ سے کرتا ہے

غیبت کے بے شمار اسباب ہو سکتے ہیں، لیکن میرے نزدیک پانچ قابل ذکر ہیں:

غصے کی حالت میں ایک انسان دوسرے انسان کی غیبت کرتا ہے۔

لوگوں کی دیکھادیکھی اور دوستوں کی حمایت میں غیبت کی جاتی ہے۔

انسان کو خطرہ ہو کہ کوئی دوسرا آدمی میری برائی بیان کرے گا، تو اس کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کے لئے اس کی غیبت کی جاتی ہے۔

کسی جرم میں دوسرے کو شامل کر لینا حالانکہ وہ شامل نہ تھا، یہ بھی غیبت کی ایک صورت ہے۔

ارادہ فخر ومباہات بھی غیبت کا سبب بنتا ہے۔ جب دوسرے کے عیوب و نقائص بیان کرنے سے اپنی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔۔۔۔

امام ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

يا رسول الله! ما النجاة؟ قال امسك عليك لسانك و ليسعك بيتك وابك على خطيئتك۔

عرض کیا،" یا رسول اللہ! کامیابی کیا ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا،" اپنی زبان روکے رکھو اور چاہئے کہ تمہارا گھر تم پر کشادہ ہو یعنی اپنی زبان کو کنٹرول کرنے کے سبب تمہارے تعلقات اپنے گھر والوں سے اچھے ہو جائیں] اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

غیبت سے بچنے کے طریقے

انسان ذکر خدا میں مشغول رہے۔نماز میں خشوع وخضوع کی کیفیت اپنائے۔

قرآن وحدیث میں غیبت پر کی گئی وعید کا تصور کرے۔

موت کا تصور ہر وقت ذہن میں موجود رہے۔

معاشرتی سطح پر عزت نفس کے مجروح ہونے کا تصور بھی ذہن نشین رہے۔

انسان اکثر اوقات دشمنوں کی غیبت کرتا ہے۔ اسی عادت کی بنا پر دوستوں کی غیبت بھی ہو جاتی ہے لہذا یہ تصور پیش نظر رہنا چاہیے کہ اگر میرے دوست کو میری غیبت کا علم ہو گیا تو دوستی کا بھرم ٹوٹ جائے گا۔

غیبت کرنے والا شخص اپنی نیکیاں بھی اس شخص کو دے دیتا ہے جس کی وہ غیبت کرتا ہے لہذا یہ تصور ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ روز قیامت میرے پاس کیا رہے گا۔

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رب نے غیبت سے منع فرمایا اور رب کے احکام کو پس پشت ڈال کر کامیابی سے ہم کنار ہونا ممکن نہیں۔

غیبت کی اقسام

علماء کرام نے غیبت کی چار اقسام بیان کی ہیں:

غیبت کرنا کفر ہے: وہ قسم جہاں غیبت کرنا کفر ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی غیبت کررہا ہوتو جب اس سے کہا جائے کہ تو غیبت نہ کرتو وہ جواب میں کہے، یہ غیبت نہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ تو ایسے شخص نے اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کیا اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال قرار دے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا اس صورت میں غیبت کرنا کفر ہے۔ غیبت کرنا منافقت ہے: دوسری وہ قسم جہاں غیبت کرنا منافقت ہے، وہ یہ ہے کہ انسان ایسے شخص کی غیبت کررہا ہو جس کے بارے میں اس کی ذاتی رائے یہ ہو کہ وہ نیک ہے تو اس صورت میں غیبت کرنا منافقت ہے۔

غیبت کرنا معصیت ہے: تیسری وہ قسم جہاں غیبت کرنا معصیت ہے کہ انسان کا یہ جانتے ہوئے کہ غیبت کرنا معصیت ہے پھر بھی غیبت کررہا ہو اور جس شخص کی غیبت کررہا ہو اس کا نام بھی لے رہا ہو تو اس صورت میں غیبت کرنا معصیت ہے۔ وہ گناہگار ہے۔ اس کے لئے توبہ ضروری ہے۔

غیبت کرنے سے کبھی ثواب بھی ملتا ہے

غیبت کرنا جائز ہے: چوتھی وہ قسم جہاں غیبت کرنا نہ صرف جائز بلکہ ثواب کا باعث بھی ہے، وہ یہ ہے کہ فاسق معلن [یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا] کے افعال و کردار کا ذکر، بدعتی کے کارناموں کا تذکرہ کرنا جائز ہے۔ اس میں ثواب ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاجر کے برے افعال کا تذکرہ کرو

تا کہ لوگ اس سے دور رہیں۔(غیبت کی تباہ کاریاں جلد اول)

اگر غیبت کی مجلس میں کوئی پھنس جائے تو کیا کرے

جو شخص غیبت سن رہا ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ غیبت کرنے والے کے قول کو رد کرے اور کہنے والے کا انکار کرے۔اور اگر وہ انکار نہیں کر سکتا یا یہ کہ غیبت کرنے والا اس کی بات کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر اگر ممکن ہو تو اس محفل کو چھوڑ دے۔جس طرح غیبت کرنے والے سے پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں شخص کی غیبت کیوں کی، اسی طرح غیبت سننے والے سے بھی پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں شخص کی غیبت کیوں سنی۔

اگر غیبت کو سننے والا شخص بھی صحت مند اور طاقتور ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ غیبت کرنے والے کو منع کرے اور اگر اتنی ہمت و جرأت نہیں ہے تو دل میں اس کے کہنے کو برا جانے۔۔۔بعض اوقات بظاہر انسان کسی کو غیبت سے روک رہا ہوتا ہے مگر دلی طور پر وہ چاہتا ہے کہ غیبت ہوتی رہے۔ایسا شخص منافق اور گناہگار ہے تاہم اس سلسلہ میں متبع سنت عالم کی اتباع و مشورہ ضروری ہے۔(غیبت کی تباہ کاریاں جلد اول)

اگر کوئی شخص ہے جو نہ غیبت کرنے والے کو روک سکتا ہے اور نہ ہی محفل کو چھوڑ سکتا ہے تو پھر وہ غیبت کو توجہ سے نہ سنے بلکہ دل و زبان سے اللہ کا ذکر شروع کر دے۔اس طریقہ پر عمل کے باوجود اگر کوئی بات اس کے کان میں پڑ جائے تو اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔(غیبت کی تباہ کاریاں جلد 1)

غیبت سننا بھی حرام ہے

غیبت کتنی گھناؤنی چیز ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔واقعہ یہ ہے

کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب حضرت ماعز اسلمی کو رجم کی سزا دی جا چکی تھی اور یہ سزا خود انھوں نے بہ اصرار اپنے اوپر نافذ کرائی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راہ چلتے ہوئے ایک صاحب کو اپنے ساتھی سے یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ ''اس شخص کو دیکھو، اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تھا، مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا، جب تک کہ یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا''۔ یہ ایک بہت بڑی غیبت تھی، جو انھوں نے حضرت ماعز اسلمی کی کی تھی۔ کچھ دور آگے جا کر راستے میں ایک گدھے کی سڑتی ہوئی لاش نظر آئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور ان دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا: ''اترو اور اس گدھے کا سڑا ہوا گوشت کھاؤ''۔ وہ دونوں سناٹے میں آ گئے، عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اسے کون کھائے گا؟''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی ابھی تم دونوں اپنے بھائی کی جو عزت ریزی کر رہے تھے (یعنی ان کے متعلق جو بات کہہ رہے تھے) وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بھی زیادہ بری ہے''۔

یہاں ایک نکتہ پر غور کیجیے کہ یہ بات ایک شخص نے کہی تھی، جب کہ دوسرا سن رہا تھا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلا کر مردہ گدھے کا سڑا ہوا گوشت کھانے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا غیبت کرنا ہی گناہ نہیں، بلکہ غیبت سننا بھی گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کے سامنے جب کسی کی غیبت کی جاتی

تو وہ اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیتے تھے اور سننے سے انکار کر دیتے تھے۔

آج ہمارے دستر خوان کی ناپاک ڈش غیبت بھی ہے

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا نفرت دلانے کے باوجود ہمارے مجلسی دستر خوان کی سب سے زیادہ پسندیدہ ڈش اپنے مردہ بھائی کے گوشت کی یہی ڈش ہے، جو مردہ گدھے کے سڑے ہوئے گوشت سے زیادہ بدتر ہے، مگر ہم مسلمان بڑے چٹخارے لے کر یہ ڈش تناول فرماتے ہیں۔ استغفراللہ۔ جب تک محفل میں کسی کی غیبت نہ کی جائے، محفل رنگ پر آتی ہی نہیں۔ اس مرض سے بچنا اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں اور جس کو یہ توفیق نصیب ہو جائے اس کے مراتب کے کیا کہنے!۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ان شاء اللہ تعالیٰ! قیامت کے دن مجھ سے غیبت کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، کیونکہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے تو اس وقت سے میں نے پھر کسی کی غیبت نہیں کی''۔

غیبت عمل صالح کا چور ہے

غالباً یہ روایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو آپ اس کے پاس کچھ تحفہ لے کر گئے۔ اس نے پوچھا: ''آپ یہ تحفہ کس سلسلے میں لائے ہیں؟''۔ فرمایا: ''آپ میرے عظیم محسن ہیں، اس لئے شکریہ ادا کرنے حاضر ہوا ہوں''۔ وہ شخص حیران ہوکر بولا: ''جناب! میں نے تو آپ پر کبھی کوئی احسان نہیں کیا''۔ حضرت نے فرمایا: ''نہیں،

آپ میرے بڑے محسن ہیں، میں نے سنا ہے کہ آپ میری غیبت فرماتے ہیں۔ غیبت کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ نیکیوں اور گناہوں کا تبادلہ کردیتی ہیں۔آپ نے اپنی نیکیاں مجھے دے کر میرے گناہ لے لئے ہیں، اس سے بڑا احسان اور کیا ہوگا‘‘۔ چنانچہ وہ شخص نادم ہوکر تائب ہوگیا۔ یہاں ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ صوفیہ کرام کا اصلاحی انداز بہت ہی نرالا ہوتا ہے۔سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ والوں کی!۔

یہ ہے غیبت کی آفت، یعنی جس کی ہم برائی کریں گے،اس کے گناہ ہمارے کھاتے میں آجائیں گے اور ہمارے عمل صالح کا سرمایہ اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہوجائے گا۔اس آفت سے بچنے کی سخت ضرورت ہے، ورنہ غیبت کرکے یا سن کر ہر دو صورت میں ہمارے اعمال صالحہ ضائع ہوجائیں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کواس آفت کی پرکالہ سے محفوظ رکھے۔(آمین)

عمل صالح ایک نہایت قیمتی جوہر ہے، قرآن کریم میں اس کو ایمان کے ساتھ بطورتوام (جڑواں) بیان کیا گیا ہے۔اس کے متعدد فوائد ہیں اور اس کے لئے اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔عمل صالح آخرت کی کرنسی ہے،اس کا چور ’’غیبت‘‘ ہے، جس سے عمل صالح کو محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔عمل صالح کے متعدد فوائد اور افادیتوں کے پیش نظر عام طور پر انسان اپنی نجات کے لئے اسی پر بھروسہ کرلیتا ہے کہ میرا عمل اچھا ہے اور اعمال صالحہ کا میں نے کچھ ذخیرہ کرلیا ہے، جس کی وجہ سے آخرت میں میری نجات ہوجائے گی۔

تمت بالخیر

﴿مؤلف کا تعارف﴾

نام : علاء الدین قاسمی بن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب

ولادت و پیدائش : مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا

گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا) 847427

ابتدائی تعلیم : ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلی تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند

فراغت : ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات . . .

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔